اللہ اکبر

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب

صِیَانَۃُ اللِّسَان
عن
غِیْبَۃِ الاِخْوَان

من تالیف

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین شیخ التفسیر والحدیث
حضرت مولانا ابو الصالح محمد فیض احمد صاحب
اویسی رضوی مدظلہ العالی مہتمم

عہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد ملتان روڈ بہاولپور پاکستان (رجسٹرڈ)

ناشر

ملنے کا پتہ۔ مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاولپور
قیوم بکڈپو ریلوے روڈ بہاولپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب

صیانۃ اللسان

عن

غیبۃ الاخوان

من تالیف قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین

شیخ التفسیر والحدیث

حضرت مولانا ابو الصالح محمد فیض احمد

صاحب اویسی رضوی مدظلہ العالی مہتمم

جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد

ملتان روڈ بہاولپور

مغربی پاکستان

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی خَلَقَ الاِنسَانَ فِی اَحسَنِ تَقوِیمٍ وَعَلَّمَہٗ مَا لَم
یَکُن یَعلَمُ وَفَضَّلَ عَلَی العَالَمِینَ بِالفَضلِ العَظِیمِ وَفَاضَ عَلٰی قَلبِہٖ خَزَائِنَ
المَعَارِفِ وَزَیَّنَ لِسَانَہٗ بِالکَلَامِ لِیَسہُلَ عَلَیہِ الاِفہَامُ وَالتَّفہِیمُ وَالصَّلٰوۃُ
وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیرِ خَلقِہٖ سَیِّدِ المُرسَلِینَ الاَمِینِ الکَرِیمِ الَّذِی بِالمُؤمِنِینَ
رَؤُفٌ رَحِیمٌ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصحَابِہِ الَّذِینَ اتَّقَوا عَن اَفعَالِ اَصحَابِ الجَحِیمِ

اما بعد! خادم اسلام فقیر ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفر لہ
نے مختلف موضوعات پر متعدد کتابیں لکھیں اور وہ صرف تعلیمی یا اخلاقی
مسائل کے حل میں تھیں۔ اُمتِ مرحومہ کے حسین معاشرہ کو بدنما دھبے دار
دیکھ کر رہا نہ گیا کہ چند ایک کتابیں لکھ ہی ڈالیں۔ انہیں سے ایک رسالہ صیانۃ
اللسان عن غیبۃ الاخوان لکھی ہے۔ اس کے لکھنے پر مجھے اس لئے ضرورت
ہوئی کہ گدی نشین مشائخ کہلانے والی قوم سے لے کر جبہ جبہ اور لچھیدار
تقریروں اور ادبی دنیا کے شیروں کی مجلسوں میں اس برے عمل کا اتنا
رواج دیکھا ہے کہ ان کی کوئی نشست رونق ہی نہیں پکڑتی جب تک

کلام کے ہر جملے میں دوسرے بھائی کی غیبت نہ ہو اور پھر افسوس تو یہ ہے کہ اسے اگر گناہ سمجھ کر ہی اس کا ارتکاب ہو جاتا تو بھی انہیں کبھی استغفار کی ضرورت پڑتی بلکہ نوبت بایں جا رسید کہ دن میں لاکھ کا گلہ کریں شام کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ ہم سے آج کتنے جرائم و مآثم سرزد ہوئے۔ جب ہمارے مقتداؤں اور پیشواؤں کی یہ حالت ہے تو پھر لیڈروں اور حکمرانوں اور اُمراء جاہلوں اور عوام پارٹی کا کیا کہنا۔ یہ گناہ جتنا کثیر الرواج ہے اتنا بے لذت ہے اور پھر اسے صغائر کی صف میں نہیں بلکہ کبائر کے حدود میں داخل کیا گیا ہے نشست میں بے رونقی سی ہوتی ہے۔ جبتک کہ ہم اپنے کسی ایک جملہ میں گلہ نہ کریں۔ اور جہاں تک میرا تجربہ ہے اس شنیع امر کی کاربند عورتیں زیادہ ہیں۔ جہاں دن میں مرد ایک بار گلہ کرتا ہے۔ عورتوں کو دوہرا نہیں دس گنا زائد حصہ ملتا ہے۔ غرضیکہ دنیا کی کوئی مجلس مکان ہو یا دکان گھر ہو یا سفر سینما ہو یا دفتر مسجد ہو یا بازار اس چھوت (غیبت سے خالی نہیں۔)

دُنیا کا دستور ہے جب کوئی بیماری زور پکڑ جاتی ہے تو دفعیہ کیلئے بہت زور لگایا جاتا ہے۔ جگہ جگہ مفت ٹیکے لگانے والے جبراً ٹیکہ لگانے پھرتے ہیں۔ گولیاں مفت تقسیم ہوتی ہیں۔ یہ تو جسم فانی کی اصلاح کے حیلے ہیں۔ جو چند روز کے بعد قبر میں جاکر نامعلوم نامعلوم مٹی ہو جائے یا کئی روز تک رہے لیکن یہ روح جو موت کے بعد بھی باقی ہے۔ اس کے علاج کیلئے کوئی توجہ نہیں ہوتی۔ گلہ = یہ غیبت ایک معمولی بیماری نہیں ہے۔ بلکہ اسے روح کو ہلاک کرنے والی بیماریوں میں شامل کیا گیا ہے۔ کما قال الامام

الغزالی فی احیاء العلوم ۔ فلہذا اس وبا (غیبت) کے ہٹانے کے لئے ہمیں زیادہ سے زیادہ جدوجہد کرنی چاہیئے ۔

جسطرح جسمانی زندگی کے شعبے حکومت نے سنبھالے ہوئے ہیں اُسیطرح روحانی زندگی کے شعبے علماء کرام و مشائخ عظام کو سنبھالنے چاہئیں اور اپنی ہر مجلس کو روحانی امراض و علاج سے پُر رونق کرنا چاہیے ۔ ہر روحانی بیماری سے مریدین و معتقدین و متعلقین کو آگاہ فرما کر اُس کے علاج کے طریقے بتائیں ۔ اس طرح سے ایسی وبائیں جلد دفعہ ہو جائیں گی اور پھر اس سے جہاں ہمارا دین زندہ ہو سکتا ہے وہاں ہمارے ملک کے معاشرہ کو بھی ترقی نصیب ہوگی ۔

(پڑھے لکھے حضرات سے اپیل)

فقیر کا یہ رسالہ غور سے پڑھیں اور پڑھ کر دوسروں کو سنائیں ۔ اگر جیب کو گنجائش ہے تو عوام کو مفت تقسیم کریں ۔ جو بھی آپ کے دیئے ہوئے رسالہ سے نصیحت پذیر ہوگا ۔ اس سے آپ کو پہلے ثواب ملے گا ۔ بلکہ جناب سرکار دو عالم مصلح ہر ظالم حضور پُر نور شافع یوم نشور محبوب رب غفور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد مبارک کے مطابق موت کے بعد صدقہ جاریہ کا یہی سب سے بڑا سرمایہ ہے ۔ کہ دین کی کتاب کسی کو خرید کر دی جائے ۔ اس سے جہاں آپ کو قبر کے سرمایہ میں برکت ملے گی ۔ دنیوی امور میں بھی ترقی نصیب ہوگی ۔ آزما کر دیکھیئے

الفقیر ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ ۔
۲۰ شوال ۱۳۸۷ھ بہاولپور

مقدمہ

گلہ گوئی ایک ایسی چھوت اور رسیلی مرض ہے کہ اگرچہ بظاہر اس میں کوئی مزہ نہیں اور نہ ہی کوئی فائدہ محسوس ہوتا ہے لیکن چونکہ اس سے انسان کے ایسے بُرے نتائج برآمد ہوتے ہیں کہ جس سے چھٹکارا بالکل ناممکن ہوجاتا ہے۔ اور معاشرہ کے فسادات کا کیا کہنا کہ صرف ایک معمولی بات کہنے سے خون ریزی تک نوبت آجاتی ہے اور نہ صرف گلہ گو پر اس کی نحوست کا اثر مرتب ہوتا ہے۔ بلکہ قبیلے اور علاقے بھر میں فساد کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ مثلاً زید نے عمر کے غائبانہ عیب کی نشاندہی کی اور ادھر عمر کو معلوم ہوا کہ فلاں نے میری غیبت کی ہے اس نے طیش میں آکر زید کو گالیاں بکیں۔ اس سے دونوں کے مابین مناقشات پیدا ہوگئے اور بات نے اتنا طول پکڑا کہ زید عمر کے متعلقین سے تعرض کرتا ہے تو عمر زید کے کنبہ کو کوستا ہے۔ برسوں تک نہیں بلکہ صدیوں تک یہی فساد برپا رہتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے۔ کہ زمانہ جاہلیت کے جھگڑوں کی مشہور داستانیں اسی لعنت کا شاخسانہ تھیں اور آج کل بھی آئے دِن فسادات اور لڑائی جھگڑوں کی بنیاد نوّے ۹۰ فیصد کی جڑ یہی گلہ گوئی ہے۔ خلاصہ یہ کہ گلہ گوئی سے نہ روحانی منزلیں طے ہوسکتی ہیں اور نہ ہی معاشرہ سنبھل سکتا ہے۔ اگر کسی نفسِ قدسی کو اپنی روحانیت سے جلا بخشنا ہے یا کسی کے معاشرہ

کو حدِ اعتدال میں لانا مقصود ہے تو اپنی زبان کو گلہ گوئی سے صاف رکھنا چاہیئے۔
کیونکہ زبان دِل کا ترجمان ہے اور اس کی صفائی دراصل دِل کی صفائی ہے
اور دل کی صفائی سے تجلیاتِ ربانی و فیوضاتِ رحمانی کا مشاہدہ نصیب
ہوتا ہے اور جس نے گلہ گوئی سے زبان کو ملوث کیا۔ اس نے کبھی بات نہ
مانی۔ فقیر ذیل کے چند سطور پیش کرنے کی جرأت کرتا ہے۔ تاکہ شاید
کوئی اس قبیح امر و شنیع عمل سے باز رہ کر اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکے۔

فقیر ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

مدرسہ منبع الفیوض حامد آباد

بہاول پور ڈویژن۔ بہاولپور

۲۲ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ ۔ بروز بدھ ۔

٧٨٦

یا اللہ — یا محمد

یا فتّاحُ

بابِ اوّل

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًاؕ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُؕ

ترجمہ۔ اور بعض تمہارا بعض کی غیبت نہ کرے۔ کیا تمہارا ایک یہ چاہتا ہے کہ اپنے بھائی کا گوشت کھائے اور اسے تم مکروہ سمجھتے ہو۔ قال تعالیٰ۔ وَیْلٌ لِّکُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۔ ہر چغلخور اور گلہ گو کے لئے خرابی ہے۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ ھُمَزَۃ سے چغلخور اور لُمَزَۃ سے گلہ گو مراد ہے۔ (احیاء العلوم)۔

انسان فطرۃً نازک مزاج ہے اسے ہزار نعمت پیش کرو۔ لیکن اگر اسمیں تھوڑی سی ایسی شئے کی ملاوٹ ہو جو اس کی طبع کو پسند نہ ہو تو ہزار کیا کروڑوں نعمتیں ہوں ان کو تھوک دیگا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ حلیم مطلق

نے انسان کو گلہ گوئی سے روکتے ہوئے اس شنیع عمل کو مردار خواری سے تشبیہ دی ہے تاکہ عقلمند انسان اپنی فطرت کے مقتضیات سے بُرے عمل کا ارتکاب نہ کرے۔

کیا واقعی غیبت مردار خواری ہے؟

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہ کرام علیہم الرضوان کو روزہ رکھنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ جب تک روزہ کھولنے کی اجازت میں خود نہ دوں روزہ نہ کھولنا۔ شام کا وقت ہوا۔ ایک ایک ہو کر دربار رسالت میں حاضر ہو کر بعد از اجازت روزہ کھولتے رہے۔ آخر میں ایک شخص حاضر ہوا۔ عرض کی حضور دو نوجوان عورتوں نے روزہ رکھا ہے۔ اب روزہ کھولنا چاہتی ہیں۔ لیکن دربار کی حاضری سے شرماتی ہیں۔ اگر اجازت ہو تو وہیں روزہ کھولیں۔ آپ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔ دوبارہ عرض کیا گیا۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انہوں نے کب روزہ رکھا ہے اور اُس کا روزہ بھی کیا ہے جو دن بھر لوگوں کا مردار گوشت کھاتا رہے (یعنی غیبت کرتا رہے)۔ اگر وہ صحیح معنے میں روزہ دار ہیں تو انہیں کہہ دو کہ قے کر کے دکھلا دو۔ اُس شخص نے واپس ہو کر اُن کو قے کرنے کی فرمائش کی۔ انہوں نے قے کی تو اُن کے منہ سے خون کا لوتھڑا برآمد ہوا۔ آپ نے فرمایا" والذی نفسی

عہ اس واقعہ سے نبی علیہ السلام کے علم غیب کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ عورتوں کے بُرے عمل کی غائبانہ خبر دے دی۔

بیں ، تو یقیناً فی بطونہما لاکلتہما النار ۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر یہ لوتھڑا اُن کے پیٹوں میں رہتا تو انہیں آتش نار ضرور جلاتی (ابن ابی الدنیا و ابن مردویہ) احیاء العلوم

ایک اور روایت

صلے اللہ علیہ وسلم ۔ یونہی بیان کرکے اس شخص کو فرمایا کہ ان دونوں کو لے آؤ ۔ وہ حاضر ہوئیں تو آپ نے انہیں سے ایک کو فرمایا اس پیالہ میں قے کر دے ۔ اُس نے قے کی تو پیالہ خون اور پیپ سے بھر گیا ۔ اسی طرح دوسری سے ہوا ۔ آپ نے فرمایا انہوں نے روزہ تو واقعی رکھا تھا لیکن ایک حرام کے کھانے توڑ دیا ۔ کیونکہ ان دونوں نے اپنی مجلس کو گلہ گوئی سے گرم رکھا (رواہ احمد) احیاء العلوم

غیبت مردار خواری سے بھی بدتر ہے

حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب رجم کیا گیا تھا تو دو شخص آپس میں باتیں کرنے لگے ۔ ایک نے دوسرے سے کہا اسے تو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی تھی مگر اُسے نفس نے نہ چھوڑا ۔ کتے کی طرح رجم کیا گیا ۔ حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سُن کر سکوت فرمایا ۔ کچھ دیر تک چلتے رہے راستے میں مرا ہوا گدھا پایا ۔ جو پاؤں پھیلائے ہوئے پڑا تھا ۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے دونوں شخصوں سے فرمایا جاؤ اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ ۔ انہوں نے کہا ۔ حضور اسے کون کھائے گا ۔ آپ نے فرمایا

ما اجتما من اخیکما انتن من ھذہ ۔ وہ جو تم نے اپنے بھائی کی غیبت کی وہ اس گدھے کے کھانے سے زیادہ بدبودار ہے ۔ قسم ہے اسکی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ ماعز ؓ اسوقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے ۔ (رواہ احمد باسناد جید)

معمولی غیبت کا مقابلہ سمندر بھی نہیں کر سکتا

سیدتنا صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ حضرت) صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے لئے کافی ہے کہ یہ ایسی ویسی ہیں ۔ یعنی پستہ (چھوٹے قد) والی ہے آپ نے فرمایا لقد قلت کلمۃ لو مزج بھا البحر لمزجتہ ۔ یہ کلمہ جو تو نے منہ سے نکالا ہے ۔ اگر اس کا مقابلہ سمندر سے کیا جائے ۔ تب بھی یہ کلمہ بڑھ جائیگا (رواہ احمد و ترمذی و ابوداؤد)

یعنی یہ معمولی غیبت اتنا بھاری گناہ ہے کہ جس کے مقابلہ میں سمندر کا پانی بھی نہیں آ سکتا ۔

"غیبت زنا سے بھی بدتر ہے"

حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایاکم والغیبۃ فان الغیبۃ اشد من الزنا " غیبت سے بچو ۔ کیونکہ غیبت زنا سے سخت ترین امر ہے ۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا ۔ یہ کیونکر ۔ آپ نے فرمایا وہ اسلئے کہ مرد زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے

اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ غیبت کرنے والے کی مغفرت نہ ہوگی جب تک کہ وہ جس کی غیبت کی معاف نہ کرے۔ (بیہقی فی شعب الایمان و ابن ابی الدنیا فی لغمت امام غزالی)

اور انس کی روایت میں ہے کہ زانی کی توبہ ہے اور غیبت کرنے والے کی توبہ بھی نہیں (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)۔ یعنی چونکہ غیبت حقوق العباد ہے اور حقوق العباد صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے جب تک صاحب حق معاف نہ کرے۔

شب معراج غیبت کرنے والے کا بُرا حال تھا

حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شب معراج ہمارا ایک ایسی قوم پر گذر ہوا جو اپنے منہ اور سینے کو ناخنوں سے نوچ رہے تھے۔ اور ناخن بھی تانبے کے تھے میں نے جبرائیل (علیہ السلام) سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ جبرائیل نے عرض کی یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت آبرو ریزی کرتے (ابوداؤد احمد) اور جس قوم کو جس طرح عذاب دیا جاتا ہے وہ قیامت تک جاری رہے گا۔ غیبت کرنے والا ذرا سوچ لے غیبت کرنے والا عذاب قبر میں مُبتلا ہوتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں۔ ہم اپنے آقا سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ آپ دو قبروں پر آکر ٹھہر گئے آپ نے فرمایا۔ یہ دونوں قبر کے عذاب میں مبتلا ہیں اور ایسے گناہ میں

مبتلا رہیں۔ جو وہ اپنے گمان میں اسے معمولی گناہ سمجھتے تھے ۔ ان میں ایک وہ ہے جو لوگوں کی غیبت کرتا تھا ۔ دوسرا اپنے پیشاب سے نہ بچتا تھا (الحدیث صحیحین واحمد۔ طبرانی۔ طیاسی وغیرہ) وہ بیچارے پھر بھی گناہ کو گناہ سمجھتے تھے ۔ آجکل تو جس گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں انہیں خیال تک بھی نہیں ہوتا کہ یہ بھی گناہ ہے اور غیبت تو ایک رسیلی غذا بن گیا ہے کہ ہمارے بھائی اسے اپنی ہر مجلس کی رونق سمجھتے ہیں ۔

دوزخ میں سب سے پہلے غیبت کرنے والا جائیگا ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی گئی کہ جو شخص غیبت کرنے سے مرے گا وہ سب کے بعد بہشت میں جائے گا ۔ اور جو اس سے توبہ کر کے نہ مرا وہ سب سے پہلے دوزخ میں جائے گا ۔ (احیاء العلوم)

غیبت کی بدبو

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم رؤف الرحیم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک دن بدبودار ہوا چلی ۔ ہم نے عرض کی ۔ حضور! بڑی گندی ہوا ہے ۔ اس کی بدبو کتنی خراب ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ منافقین لوگوں کی غیبت کر رہے ہیں ۔ یہ اسی غیبت کی بدبو ہے (تنبیہ المغترین للشعرانی)

غیبت کرنے والا اگرچہ حاجی ہو نمازی ہو کچھ ہو دوزخی ہے ۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان ایک عورت کی تعریف کر رہے تھے کہ نماز روزہ کی بڑی

پابند ہے۔ لیکن وہ ہمسایوں کو زبان سے دکھ پہنچاتی ہے آپ نے فرمایا۔ وہ دوزخ میں جائے گی۔ (ابن حبان والحاکم وصححہ (احیاء العلوم)

غیبت کرنے والے کی زبان سے کتنا دکھ پہنچتا ہے۔ یہ ناظرین خود سوچ لیں۔

حکایت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ دو شخصوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور وہ دونوں روزہ دار تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے نبی اکرم نور مجسم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں وضو کرو اور نماز کا اعادہ کرو اور روزہ پورا کرو اور کل اس کی قضاء کرو۔ انہوں نے عرض کی حضور! یہ کس لئے ہے۔ فرمایا کہ تم دونوں نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے (بیہقی) اسی طرح دوسرا واقعہ احیاء العلوم میں بھی ہے۔ جو حضرت عطار نے فیصلہ فرمایا

غیبت کرنے والا ہلاک ہوگا۔

حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ نے حرج اٹھالیا ہے۔ مگر جو شخص کسی کی بطور ظلم آبروریزی کرے۔ (جسے گلہ بھی کہتے ہیں) وہ حرج میں ہے۔ وہ ہلاک ہوا۔

غیبت کرنیوالا اور لالچی دوزخ کا ایندھن ہے

حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو مرد مسلم کی

کی برائی کرنے سے کھانے کو کچھ بلا اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے اتنا کھلائے گا (احمد۔ ابوداؤد۔ حاکم) آجکل اس مرض میں عوام زیادہ مبتلا ہیں۔ کسی کسی کی خوشامد کرتے ہوئے دوسرے کی غیبت کر دی یا جس کی بدولت کچھ دنیوی مفاد حاصل کر لیا۔ چنانچہ ہم نے بارہا آزمایا کہ جب دو انسانوں کا آپس میں جھگڑا ہوتا ہے تو ایک ضرورت مند آکر اس کے مخالف کی غیبت کرتا ہے۔ جس سے سننے والے کا دل ٹھنڈا ہوتا ہے تو اُسے اُس کی ضرورت پوری کر دیتا ہے۔ یہ عام دستور ہے۔ لیکن اس بُری مرض کا مٹانا ہمارے بس سے باہر ہے۔ جب تک کہ تمام حضرات علماء کرام و مشائخ عظام پوری پوری جدوجہد نہ فرمائیں۔

فصل دوم۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اقوال

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے دنیا میں کسی کی غیبت کی تو آخرت میں اس کا گوشت اس کے سامنے کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ گوشت کھا۔ جیسا کہ تونے دنیا میں گلہ کر کے اُس کا گوشت کھایا تھا۔ مجبور ہو کر کھانا پڑے گا۔ لیکن حالت خراب ہو گی اور طبیعت بے مزہ (احیاء)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عذاب قبر تین اعمال سے ہوتا ہے۔ (۱) غیبت کرنے والا (۲) نکتہ چین (۳) کپڑوں کو پیشاب سے نہ بچانے سے۔ (کیمیائے سعادت)

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول

ایک دوسرے کو کشادہ پیشانی سے دیکھتے تھے اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرتے تھے اور اسے اعلیٰ ترین عبادت جانتے تھے۔ اور اس کے خلاف یعنی غیبت کو منافقت سمجھتے تھے۔ (احیاء)

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم آکلہ (بیماری کا نام ہے) جسم کو اتنی جلدی نہیں کھاتی جتنی کہ مومن مرد کے دین کو غیبت کھا جاتی ہے (یعنی مٹا دیتی ہے) (احیاء)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر قلوب کے لئے شفا ہے لیکن لوگوں کی غیبت بیماری ہی بیماری ہے (احیاء)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

آپ نے ایک شخص کو گلہ کرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا چھوڑ یہ تو دوزخ کے کتوں کا طعام ہے۔ (احیاء)

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا گلہ گوئی دل کو ہدایت اور بھلائی سے بے بہرہ کر دیتی ہے۔ (تنبیہ المغترین)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ایک شخص کو قیامت میں اعمالنامہ دیا جائے گا۔ وہ اس میں بہت نیکیاں پائیگا عرض کرے گا۔ یا اللہ یہ نیکیاں تیرے اعمالنامہ میں درج کر دیں (تنبیہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کوئی کسی کی غیبت کرتا تو گلہ گو فرماتے اٹھ جا۔ جدید وضو کر۔ کیونکہ جو کلمہ تیرے منہ سے نکلا ہے وہ حدث سے بھی زیادہ بدبودار ہے۔ (تنبیہ)

فصل سوم۔ در اقوال اولیاء کرام علیہم الرحمۃ الغفران)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ جو تجھ پر ظلم کرے اس کا سب وشتم سے مقابلہ مت کرو۔ کیونکہ اس نے تو تجھے ایک بار ستایا ہے اور تو بار بار اس کا برائی سے ذکر کرتا ہے۔ پھر تجھ پر اس کے گناہوں کا بوجھ ہو جاتا ہے (تنبیہ) یعنی غیبت سے غیبت والے گناہ غیبت کرنے والے کے اعمالنامے میں لکھے جاتے ہیں۔ اور اس کی نیکیاں غیبت والے کے اعمالنامے میں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا کہ آجکل لوگوں نے گلہ گوئی کو میوہ سمجھ رکھا ہے کہ اپنے زہد، تقویٰ پرہیزگاری کو ترقی دیتے ہوئے لوگوں کی غیبت کرتے ہیں اور اسے سمجھتے بھی معمولی شئے ہیں۔ اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کسی شئے کو لٹکا کر پھر شرقاً غرباً تیر مار مار کر شئے اڑا دے۔ اسی طرح گلہ گو اپنی نیکیوں کو ضائع کرتا ہے (تنبیہ)

حضرت وہیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ میں سونے کا ایک پہاڑ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کروں میرے لئے یہ زیادہ محبوب عمل

ہے کہ میں کسی کا گلہ نہ کروں (تنبیہ)

حضرت وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انسان کی یہ بڑی عزت ہے کہ تنہائی میں گذارے تاکہ گلہ گوئی سے بچ جائے۔ کیونکہ بہت تھوڑے لوگ ہیں جو مجلس میں بیٹھ کر گلہ گوئی سے بچ جائیں۔ (تنبیہ)

چنانچہ میں نے آزمایا ہے کہ جب بھی کوئی ہمارے پاس آکر بیٹھتا ہے تو زبان کھولیگا کسی کی غیبت میں۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے احباب کی مجلس سے نفرت اور تنہائی میں بیٹھنے کی الفت ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کسی مرد کو مجرم ہونے کیلئے اتنا کافی ہے کہ مجلس میں بیٹھ کر لوگوں کی غیبت کرتا ہے۔ (تنبیہ)

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک شخص بہت بڑی نیکیاں کرتا تھا۔ لیکن جب اسے اعمالنامہ ملے گا تو اس میں کچھ بھی نہ ہوگا باری تعالیٰ سے عرض کرے گا یا اللہ میری نیکیاں کہاں گئیں۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ لوگوں کی غیبت کرکے تو نے خود اپنی نیکیاں اُن کو دیدیں۔ (تنبیہ)

حضرت محمدؒ بن ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو کسی کا گلہ کرتا ہے وہ اپنی نیکیاں خود بخود دوسرے کو دے رہا ہے اور اس سے ثبوت دے رہا ہے کہ جس کا میں گلہ کر رہا ہوں وہ مجھے اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہے (تنبیہ)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا اولاً تو کسی کا گلہ نہ کرو۔ اگر کرتا ہے تو ماں باپ کا گلہ کرو۔ تاکہ

نیکیاں ماں باپ کے پاس جائیں - جنہوں نے تمہاری خدمات کیں (تنبیہ)
اسی طرح اساتذہ و مشائخ کے لئے ہے (اقوال) اس غرض سے بھی اگر
غیبت کی تو تب بھی فائدہ ہے - لیکن آجکل کسی کی غیبت ہو گی تو
جلے بھنے الفاظ جو خاتمہ خراب ہونے کی علامت ہے -

حضرت ابو تراب بخشی رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا - غیبت لوگوں کے لئے تو میوہ کا مزہ رکھتا ہے - لیکن اللہ والوں کے
ہاں پاخانہ کی بدبو کی طرح ہے - (تنبیہ)
آجکل ہمارے دوست غیبت کرنے کے بعد تھوڑا سا غور کریں کہ ہم نے
غیبت کا مزا تو لے لیا لیکن حقیقت میں کھایا پاخانہ ہے - (العیاذ باللہ)

حضرت عطار خراسانی رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا جو تمہاری غیبت کرتا ہے اس سے ملال نہ کرو کیونکہ وہ تو اُلٹا
تمہارا بھلا کر رہا ہے - کہ گلہ کر کے تمہیں اپنی نیکیاں دے رہا ہے - اور یہ بھی
ہے کہ جس کا ایک گلہ کیا جائے اُس کے آدھے گناہ معاف ہو جاتے ہیں (تنبیہ)
یہی وجہ ہے کہ میری جب غیبت کی جاتی ہے تو میں خوش ہوتا ہوں کہ مجھے
نیکیاں مفت ملیں - اور مفت گناہ معاف ہوئے -

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بندہ اُس وقت مقبول ہوتا ہے جب جا بجا
اُس کی غیبت ہونے لگے (تنبیہ) اسلئے اولیاء کرام کا ایک گروہ ہے

جنہیں ملامیہ کہتے ہیں۔ اُن کا ظاہر تو عوام کے سامنے مشکوک ہوتا ہے لیکن حقیقت میں غوث زماں ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہر ایک کی غیبت سے بچنا ضروری ہے کہ شاید جس کی ہم غیبت کرتے ہیں شاید یہ بھی ان میں سے ہو کیونکہ ؎ مبر گمان کہ ہر بیشہ خالیست۔

شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کی غیبت سے خاتمہ ایمان پر نہیں ہوتا (روض الریاحین)

حُبِ درویشاں کلید جنت است

دُشمنِ ایشاں لائق دوزخ است

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا کہ ایک دن سخت گرمی میں روزہ رکھنا آسان ہے لیکن کسی کی غیبت کرنا بہت سخت ہے۔ حضرت حاتم رصم (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا۔ تین۳ کاموں سے اللہ کی رحمت رک جاتی ہے (۱) دنیا کا ذکر (۲) (۳) غیبت اور فرمایا کہ جھوٹے کو کتے کی شکل بنا کر دوزخ میں ڈالا جائے گا اور حاسد کو خنزیر بنا کر اور گلہ گو کو اسی طرح چغلخور کو بندر بنا کر۔ تمام اولیاء کرام کا معمول۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلف صالحین۔ نماز روزہ سے غیبت کے ترک کو افضل عبادت جانتے تھے (احیاء العلوم) جتنا سلف صالحین غیبت کے ترک افضل عبادت سمجھتے تھے اتنا موجودہ دور کے مشائخ

اور علماء کہلانے والے اور عوام بھی غیبت کو بہترین مشغلہ سمجھتے ہیں۔

فصل چہارم در حکایات۔

(۱) حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ السلام اپنے حواریوں کے ہمراہ ایک کتے پر سے گذرے۔ ساتھیوں نے کہا اس کی کیسی خراب بدبو ہے۔ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے فرمایا اس کے دانتوں کی سفیدی کیسی شاندار ہے۔ (احیاء)

فائدہ ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو اور ہمیں تعلیم دی کہ جس شئے کو دیکھو اس میں اگرچہ بے شمار عیب ہوں لیکن تم عیب کو نہ دیکھو بلکہ اس کی نیکی کو بیان کرو۔ اور یہ بھی گلہ گوئی سے بچنے کا ایک نسخہ ہے۔ جسے فقیر آگے چل کر بیان کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے ایک خوک کا گذر ہوا۔ آپ نے اسے فرمایا۔ سلامتی سے جا۔ لوگوں نے عرض کی۔ حضور! یہ تو خوک ہے۔ اور اسے ایسا کہنے کی کیا وجہ؟ آپ نے فرمایا۔ میں اپنی زبان سے اچھی بات بولنا چاہتا ہوں (کیمیاء)

فائدہ ۔ یہ دوسرا نسخہ ہے کہ جس سے انسان گلہ گوئی سے بچ جاتا ہے۔ گلہ سے بچنے کے لئے چند نسخے فقیر آخر میں چل کر بیان کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ (۳) حضرت ابو عوف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں محمد بن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ کی مجلس میں گیا۔ تو اس نے حجاج ظالم کی غیبت شروع کردی۔ آپ نے فرمایا اے ابو عوف اللہ تعالیٰ عادل

حاکم ہے جسطرح حجاج کو ظلم کی سزا دے گا اُسی طرح اُس کی غیبت کرنے والوں کو غیبت کی سزا دے۔ غیبت کرنے والے سوچیں کہ حجاج اگرچہ ظالم سہی لیکن غیبت کرنے والے کا رتبہ بھی اُس سے کچھ کم نہیں ہے۔

(۱۴) حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ کو جب معلوم ہوتا کہ فلاں شخص نے اُن کی غیبت کی ہے تو قاصد کو تحفہ تحائف دے کر غیبت کرنے والے سے فرماتے بَلَغَنِی اَنَّکَ اَھدیت اِلیَّ حسناتک وھی بیقین اعظم من ھدیتی ھذہ۔ "مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو نے میرے ہاں اپنی نیکیوں کا تحفہ بھیجا ہے اور یہ میرا تحفہ کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ تیرے تحفہ کا ایک عوض ہے۔ قبول فرمائیے۔ (تنبیہ) سبحان اللہ! ہمارے اسلاف کا کیا اچھا دستور العمل تھا کہ غیبت سے اُلٹا خوش ہو کر غیبت کرنے والے کو ہدیہ دیتے کہ آئندہ وہ غیبت جیسے گناہ سے بچ جائے۔ لیکن ایک ہم ہیں کہ اگر کوئی ہماری ایک غیبت کرتا ہے تو ہم اس کے دس گلے کریں گے بلکہ ہو سکے گا تو اس سے لڑائی جھگڑا۔ دنگا فساد برپا کر دیں گے۔

ایک ہم ہیں کہ بنی بنائی کا کئے جاتے ہیں بگاڑ
ایک وہ ہیں کہ بگڑتی کو بنا دیتے ہیں (گلشن)

(۵) حضرت عبد العزیز دبرنی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو جب معلوم ہوتا کہ فلاں شخص نے اُن کی غیبت کی ہے تو آپ اس کے گھر چل کر فرماتے! بھائی کیا وجہ ہے کہ تو نے میرے گناہ مجھ سے لے کر اپنے سر پر رکھ لئے۔ (تنبیہ) یعنی گلہ گوئی سے اُلٹا تجھے نقصان ہوا۔ اس کا تجھے احساس ہونا چاہیئے۔

(۶) حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ کو ایک شخص دعوت کرکے لے گیا۔ اس کے گھر بیٹھتے ہی بھتے کہ اُس نے کسی کا گلہ شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا عام لوگوں میں تو یہ رواج ہے کہ پہلے روٹی کھاتے ہیں پھر گوشت لیکن تیری الٹی چال ہے کہ تو پہلے گوشت کھا رہا ہے اُس سے رنجیدہ ہو کر واپس چلے آئے اور گلہ گو پر بڑی زجر و توبیخ کرتے۔ (تنبیہ) (ف) آجکل مشائخ و علماء اگر ایسا عمل کریں تو دنیا میں گلہ گوئی کی یہ رسم بالکل مٹ جائے گی۔

(۷) حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات ورد نہ پڑھا اور سو گئے۔ اُن کی زوجہ مکرمہ نے اُن کو جھڑکا۔ آپ نے فرمایا مجھے عتاب مت کیجئے۔ مجھے نماز روزہ کا ثواب بہت کچھ مل رہا ہے۔ زوجہ مکرمہ نے پوچھا وہ کیسے آپ نے فرمایا۔ شہر کے زاہد و عابد بڑے عبادت گزار ہیں۔ اور میری غیبت بھی کر لیتے ہیں۔ جب وہ غیبت کرتے ہیں تو اُن کی عبادت و ریاضت میرے اعمالنامہ میں لکھی جاتی ہے بنا بریں مجھے نیکیاں بہت مل رہی ہیں (تنبیہ)

(۸) انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص کی میری مجلس میں غیبت کی گئی اور میں چپ کر کے سنتا رہا۔ گلہ گو کو روک نہ سکا اسی شب کو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے بدبو دار مردار پیش کیا گیا اور مجھے حکم ہو رہا ہے۔ اسے کھاؤ

میں نے کہا معاذ اللہ! اسے کیسے کھاؤں حکم ہوا گلہ تو سُن سکتا ہے اب مردار کھانا مشکل ہو گیا۔ (تنبیہ) یعنی جس طرح گلہ گوئی حرام ہے اسیطرح گلہ سُننا بھی حرام ہے کاش کہ ان جیسے امور کی طرف مسلمان غور کرنے پھر دیکھتے کہ اس بُرے عمل کی بیخ کنی ہوتی ہے یا نہیں۔

(۹) حضرت خالد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ مسجد میں ایک شخص کا گلہ کر رہے تھے اور میں ان گلہ گو لوگوں کو بجائے روکنے کے ان کی تعریف کرتا رہا۔ رات ہوئی تو میرے سامنے خنزیر کے گوشت کا ٹکڑا لایا گیا اور کھانے کا حکم ہوا۔ میں نے کہا معاذ اللہ میں اسے کیسے کھاؤں۔ پھر جبراً میرے منہ میں ڈالا گیا۔ مجھے یہ بات ناگوار گذری جس سے مجھے جاگ آگئی۔ جاگا تو میرے منہ میں وہ بدبودار اور اسکا ذائقہ موجود تھا۔ اور چالیس روز تک متواتر وہ بدبو میرے منہ میں رہی اور میرے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی وہ بدبو محسوس ہوتی تھی۔ (تنبیہ الشعرانی)

دراصل ایسی بدبوئیں یا خوشبوئیں ہم عوام کو محسوس نہیں ہو سکتیں۔ اولیاء کرام کو بطور کرامت معلوم و محسوس ہو سکتی ہیں۔

دیکھئے وضو کے پانی سے ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ اس پانی میں کیا ہے لیکن ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ وضو کے پانی کو دیکھ کر ہی فرما دیتے کہ یہ جھوٹ جا رہا ہے یہ غیبت یہ زنا وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح مدینہ منورہ کی دیواروں سے خوشبو مہکتی ہے لیکن ہم اس خوشبو سے بے خبر ہیں مگر اللہ والوں کو محسوس ہوتی ہے اسی طرح شرعاً سینکڑوں

مثالیں ملتی ہیں غیبت کرنے والے مانیں یا نہ مانیں ۔ اُن اللہ والوں نے تو مشاہدہ سے بتادیا کہ غیبت سے خنزیر کا گوشت و دیگر غلیظ غذا کھانے پڑتی ہے اور پھر منہ کی بدبو کا کیا کہنا کہ چالیس روز تک منہ سے نہیں جاتی ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو غیبت کی مرض سے بچائے ۔ آمین

یا اللہ جل جلالہ — یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

باب دوم

غیبت کسے کہتے ہیں ۔؟

آجکل لوگوں کو اگر گلہ گوئی سے روکو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم سچ بات کہہ رہے ہیں ۔ فلہٰذا یہ بات غیبت میں شامل نہیں اور نہ صرف جاہل ہی یہ جواب دیتے ہیں بلکہ بڑے سمجھدار تما پڑھے لکھے بلکہ بعض علم دین سے قدرے واقف ۔ اصل میں انہوں نے غیبت کی صحیح تعریف ہی نہیں سمجھی لہٰذا ذیل میں چند احادیث مبارکہ پیش ہیں جو بتائیں گی کہ غیبت کہتے کسے ہیں ۔ اور اس بلا کے کتنے لباس ہیں جن میں وہ چھپ چھپ کر اور کبھی مرتبہ ظاہراً نمودار ہو کر انسان کے اعمال پر اثر پذیر ہوتی اور کیا کیا نقصانات اور مصیبتوں کا موجب ہوتی ہے ۔

فصل اول ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِیْبَۃُ ۔ کیا تم جانتے ہو کہ

کہ غیبت کسے کہتے ہیں۔ ہم سب نے کہا اللہ و رسولہ اعلم۔ اللہ اور اُس کے رسولِ پاک علیہ السلام زیادہ عالم ہیں۔ آپ نے فرمایا "ذکرک اخاک بما یکرہ" وہ عیب بھری بات جو کوئی سُننا نہ چاہے اسے غائبانہ بیان کرنا۔ عرض کیا گیا۔ اگر فی الواقع جس طرح ہم کہتے ہیں اس میں وہ عیب پایا جاتا ہو۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان کان فیہ ما تقول فقد غیبتہ وان لم یکن فیہ ما تقول فقد بہتہ (رواہ مسلم) جو عیب اُس میں ہے اسے بیان کرنے کا نام غیبت ہے اور اگر اس میں وہ عیب نہیں اور پھر اپنے طور بیان کرنے کا نام بہتان ہے

(۳) حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں ایک شخص کا ذکر آیا تو لوگ کہنے لگے وہ تو کمزور سا آدمی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس کا تم گلہ کر رہے ہو۔ انہوں نے عرض کیا حضور! وہ تو واقعۃً اسی طرح ہے آپ نے فرمایا اگر وہ واقعہ میں ایسا نہ ہوتا تب تو اُس کا نام بہتان ہے۔

رواہ الطبرانی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو کوئی بات کسی کے غائبانہ کہے اور وہ ایسی بات ہو کہ اگر اس کی موجودگی میں کہی جاتی تو وہ ضرور کراہت کرتا۔ مثلاً کہا جائے کہ وہ کالا ہے کانا ہے لمبا ہے اندھا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یا کہا جائے کہ چمار کا بیٹا۔ موچی کا بیٹا حاصی کا بیٹا وغیرہ وغیرہ یا کہا جائے کہ وہ بدزبان ہے۔ متکبر ہے بزدل ہے وغیرہ وغیرہ یا کہو کہ وہ خیانتی ہے بدظن ہے بے نماز آدمی ہے۔ نماز میں رکوع وسجود اچھی طرح نہیں کرتا۔ قرآن غلط پڑھتا ہے۔ کپڑے صاف نہیں رکھتا۔ جنٹلمین ہے حرام خور ہے

بہت کھاتا ہے۔ بہت سوتا ہے۔ سست ہے بیکار ہے وغیرہ وغیرہ ۔
یہانتک کہ حدیث شریف میں آیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ فلاں عورت لمبے دامن والی ہے آپؐ نے فرمایا اے عائشہ تھوک دے۔ میں نے تھوکا تو میرے منہ سے خون کا لوتھڑا برآمد ہوا (یہ سب کچھ گلہ کی نحوست تھی) (ابن ابی الدنیا و ابن مردابہ فی التفسیر)

چنانچہ بزرگان دین و سلف صالحین کی احتیاط کے واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ معمولی معمولی باتیں جنہیں ہم منٹ میں کئی بار بول دیتے ہیں اور وہم تک بھی نہیں ہوتا کہ یہ بھی گناہ ہے لیکن بزرگان اسلام نے بڑی احتیاط فرمائی چنانچہ ذیل کے چند اقوال و حکایات ملاحظہ فرمائیے

فصل دوم در اقوال و حکایات سلف صالحین ۔

ایک آدمی نے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیبت کی۔ آپنے ایک طبق دینار کا اس کو ہدیۃً دیا۔ لوگوں نے پوچھا۔ یہ کیسا الٹا معاملہ ہے امام صاحب نے فرمایا "ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝ اس نے مجھے نعمت اخروی دی تو کیا میں اسے دنیا کی نعمت بھی نہ دوں۔

حکایت ۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ بیمار تھے۔ ان کی خدمت میں دو یہودی طبیب حاضر ہوئے۔ جب وہ باہر نکلے آپنے فرمایا اگر غیبت کا خطرہ نہ ہوتا تو میں ضرور کہہ دیتا کہ ان دونوں میں سے ایک دوسرے سے زیادہ قابل ہے۔ (تنبیہ)

(فائدہ) ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا کونسی بری بات ہے۔ لیکن چونکہ اس قول سے مرجوح یعنی جس پر ترجیح دی جائے گی اُس کا دل دُکھیگا بنابریں یہ بھی شکوہ میں داخل ہے۔ اب بتائیے ایسی باریکیوں سے کون بچ سکتا ہے۔ اسی لئے ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلان اعلم من فلان کہنا بھی غیبت ہے لیکن اکثر لوگ اس جیسی باریکی سے بالکل ناآشنا ہیں۔

کسی بات میں غیبت کا احتمال ہو تو بھی بیان نہ کرے

حضرت شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی دو عالم یا کوئی اور صاحب فضل کے توازن کے متعلق پوچھا جاتا تو آپ فرماتے کسی دوسرے سے پوچھئے کیونکہ میں ہر ایک کو باکمال دیکھتا ہوں۔ میرے پاس کوئی ایسی شیئے نہیں کہ ان کے فضل و کمال کو تول سکوں اور نہ ہی گمان سے بتا سکتا ہوں۔ کیونکہ گمان کبھی گناہ بھی ہوتا ہے (تنبیہ)

فائدہ۔ آجکل تو کوئی توازن کرائے یا نہ کرائے۔ خود بخود صلاح و کمال وغیرہ پر گفتگو چل پڑتی ہے۔

ایک غلطی کا ازالہ

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ کسی میں عملی یا علمی کمی ہو تو بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ صحابہ کرام حضور اکرم علیہ السلام کے دربار شریف میں ایسی ایسی باتیں کرتے۔ مثلاً ایک عورت کے متعلق کہا گیا کہ وہ زبان دراز ہے یا مثلاً کہا گیا کہ وہ بخیل ہے وغیرہ وغیرہ۔ آپ نے

"وھی فی النار" اور "فی خیرھا اذن" فرمایا۔ اگر اس میں غیبت ہوتی تو آپ انہیں روک دیتے وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایک وسوسہ شیطانی ہے جو سالک کے سارے کیئے ہوئے پر پانی پھیرتا ہے۔ اور اس کو دہوکہ نفسانی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام تو صرف احکام کے اجراء کی وجہ سے پوچھتے۔ اُن کی غرض تنقیص و تحقیق نہ ہوتی۔ اور اب بھی صرف مسئلہ کا افہام و تفہیم مقصود ہو تب تو جائز ہے مگر عوام کو چونکہ اس سے دہوکہ ہو جاتا ہے۔ جسکی وجہ سے بہت سے منازل طے شدہ اکارت جاتے ہیں۔ اس کے متعلق ایک مستقل فصل آئے گی (انشاء اللہ تعالےٰ)

فصل۔ سالک کو دہوکہ نفسانی سے بچانا۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ غیبت صرف زبان سے کہنے کا نام ہے۔ یہ ایسا دہوکہ ہے کہ عوام تو بیچارے کسی قطار میں نہیں۔ علماء اور سلوک کے مراحل طے کرنے والے اس مرض میں زیادہ مبتلا ہیں۔ اس کی چند صورتیں درج ذیل ہیں

(قاعدہ) جو عمل بھی کسی کی حقارت پر دلالت کرے۔ اسی کا نام غیبت ہے۔ خواہ وہ آنکھ کے اشارہ سے ہو یا ہاتھ کے اشارہ سے یا جسطرح بھی ہو۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ ہمارے ہاں ایک عورت آئی۔ جب واپس ہوئی تو میں نے ہاتھ کے اشارہ سے کہا یہ تو چھوٹے قد والی ہے حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے غیبت کا ارتکاب کیا (احیاء العلوم)

(۱) حکایۃً غیبت کرنا مثلاً۔ جیسے وہ لنگڑا ہے اس کی طرح لنگڑا بن کر چلنا۔ اسی طرح کسی کے چلنے میں کسی قسم کی کمی ہے اُس کی طرح چلنا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حکایۃ ایسے ہی کیا تو آپؐ نے انہیں ٹوکا

(۲) لکھ کر کسی کی غیبت کرنا کیونکہ (القلم احد اللسانین) قلم بھی زبان کا حکم رکھتی ہے۔

(۳) کسی کے متعلق مخاطبین جانتے ہوں مثلاً کہے کہ وہ آج میرے پاس گذرا یا وہ جو میرے پاس آیا تھا ایسا ویسا تھا۔ اگر مخاطبین کو قرینہ سے یا کسی اور وجہ سے معلوم نہ ہو تب ایسے کہنا جائز ہے۔ جیسے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تھے ما بال اقوام یفعلون کذا کذا

(۴) کتاب میں کسی کا بطور عیب کے ذکر کرنا۔ ہاں اس میں مصلحت ہو تب جائز ہے جیسے آگے چل کے بیان کرینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۵) کسی کی بُرائی کا ذکر آیا۔ ادھر قاری صاحب یا حافظ صاحب یا عالم جی نے یا زاہد و عابد نے کہہ دیا الحمد للہ حق تعالیٰ نے مجھے اس سے محفوظ رکھا۔ اس میں تین گناہ ہیں۔ گلہ۔ ریا۔ عجب وغیرہ۔

(۶) کسی کی تعریف و دُعا میں گلہ کی ملاوٹ کر دینا۔ مثلاً کہ اے فلاں ہے تو نیک آدمی لیکن فلاں غلطی میں مبتلا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے اس برائی سے بچائے۔

(۷) اپنے مذہب میں دوسرے کو ملا دینا۔ مثلاً کہنا میں بھی فلاں شخص

کی طرح فلاں خرابی میں مبتلا ہوں۔

(۸) کسی کے متعلق غیبت سُنی اور زور سے کہہ دیا سبحان اللہ کیا عجب بات ہے تاکہ دوسرے بھی سُن لیں۔ اس سے گلہ گو کو تسلی بھی ہو جاتی ہے اور دوسرے بھی سُن لیتے ہیں۔ اس کی سزا کا قصہ پہلے گذرا۔

(۹) کسی کے متعلق بُرائی بیان ہوئی تو کہتا ہے الحمدللہ۔ ہم بھی اس میں مبتلا ہیں۔ لیکن ہم اس کی طرح بے صبر نہیں۔ اس کا نام جاہل ہے کہ شیطان نیکی کرا کر جہنم میں لے چلتا ہے۔

(۱۰) کسی نے کسی کی نسبت کچھ بیان کیا مخاطب نے سُن کر کہا خدا ہمیں توبہ نصیب کرے۔ اس سے متکلم نے خیال کیا کہ شاید یہ بُرا عمل ہے اس کا پتہ مخاطب نے دیا تب دونوں گلہ میں شریک ہو گئے۔

فصل۔۔ گلہ کرنا اور سُننا برابر ہے۔

ایک آدمی کسی کی مجلس میں آکر اِدھر اُدھر کی باتیں شروع کر دیتا ہے، آخر کسی کے گلہ کی بات چل پڑی۔ اَب دوسرا سُن رہا ہے اس کے تین طریقے ہیں۔ (۱) سنتا ہے اور پھر اس سے متعجب ہو کر کہتا ہے۔ یار میں تو اسے پوچھتا تھا لیکن بات یوں ہے۔ اس سے گلہ گو کو خوش کرنا مقصود ہوتا ہے اور ساتھ ہی اُسے خوشی ہوتی ہے کہ شاید میں اچھی بات کر رہا ہوں تب بڑھا چڑھا کر باتیں بناتا ہے۔ یہ دونوں شریک فی الغیبت ہیں۔ دونوں کو برابر سزا ہوگی۔ چنانچہ حدیث گذری کہ ایک گلہ کر رہا تھا دوسرا

صلی اللہ علیہ وسلم
سن رہا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ مردار کھانے سے رک جاؤ۔

(۲) غیبت سن تو رہا ہے۔ لیکن سننا گوارا بھی نہیں کرتا۔ مگر نہ اس مجلس سے اٹھتا ہے اور نہ دیگر گلے کا آغاز کرتا ہے۔ حالانکہ اس پر اسے قدرت بھی حاصل ہے یہ بھی اس امر میں شریک ہے بلکہ سخت سزا کا مستحق ہے بلکہ ہو سکے تو اس کو گلہ گوئی سے روکے جس کا بہت بڑا ثواب ہے ورنہ اٹھ جائے ورنہ دل سے کراہت کرتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے مَنْ اُذِلَّ عِنْدَہٗ مُؤْمِنٌ فَلَمْ یَنْصُرْہُ وَھُوَ یَقْدِرُ عَلٰی نَصْرِہٖ اَذَلَّہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَلٰی رُؤُسِ الْخَلَائِقِ۔ جس کسی کی اس کے سامنے ذلت ہو رہی ہو اور وہ اسے اس ذلت سے نہ بچائے حالانکہ وہ اسکی مدد پر قادر ہے تو قیامت میں اللہ تعالی اسے ذلیل کریگا۔ (طبرانی)

(حدیث ۲) مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِیْہِ بِالْغَیْبِ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یَّرُدَّ عِرْضَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ " جس نے کسی کی عزت کو غائبانہ حملہ سے بچایا قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو محفوظ فرمائینگے۔ (احمد طبرانی) حدیث ۳۔ مَنْ ذَبَّ عَنْ عِرْضِ اَخِیْہِ بِالْغَیْبِ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّعْتِقَہٗ مِنَ النَّارِ۔ جو کسی کی عزت غائبانہ محفوظ رکھے اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے نجات دیں گے۔

(۳) گلہ تو سن رہا ہے لیکن روکنے کی قدرت نہیں اور اٹھنے میں سنگین نقصان کا خطرہ ہے۔ بعض لوگ معمولی نقصان کے صرف وہم سے نفس کے کہنے پر بیٹھے رہتے ہیں (اس مرض کا علاج) سالک کو چاہیئے تنہا

بیٹھے۔ اگر مجلس میں جانے کا اتفاق ہو تو گلہ کی مجلس میں نہ بیٹھے اگر کسی جگہ گلہ شروع ہو تو فوراً اُٹھ کھڑا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَهُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝ اور وہ اللہ والے بُری باتوں سے منہ پھیرنے والے ہیں اور فرمایا اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۝ بے شک کان اور آنکھ اور دل سب ہر ایک سے قیامت میں سوال ہوگا۔

یا اللہ جل شانہٗ — یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

باب سوم

جس طرح جسمانی بیماری کسی نہ کسی سبب سے پیدا ہوتی ہے اسی طرح ہر روحانی مرض کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہے۔ گلہ غیبت چونکہ بڑی مہلک بیماری ہے اس کے اسباب بھی بہت سنگین جرم ہیں انسان کی ذاتی طاقت کوئی کام نہیں کرے گی جب تک کہ مالک حقیقی کی امداد نہ ہو۔ پھر جس طرح جسم کی مہلک بیماری کے لئے بہت بڑے تجربہ کار ڈاکٹر یا حکیم کی ضرورت ہے اسی طرح اس خطرناک بیماری کے لئے بھی بہت بڑے ماہر۔ کامل مرشد کی زیرِ نگرانی رہ کر روحانیت کو جلا بخشنا چاہیئے۔ فقیر چند اسباب اور ساتھ ہی اُن کے علاج بھی بتا دیتا ہے شاید کسی طالب حق کو مطلوب تک رہنمائی نصیب ہو۔

سبب اول۔ غصہ اور رنج ہے۔ عموماً ایک دوسرے سے قولاً۔ فعلاً عملاً رنجش پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر اس رنجش کو دور کرنے کا فطرتاً ایک طریقہ

اس کے عیوب بیان کرنا بھی ہے۔ جس سے غصہ کی آگ سے معمولی سی قلق دور ہو جاتی ہے اور یہ سبب کثیر الوقوع ہے اور ہر چھوٹا بڑا دشمن مبتلا ہے۔

غیبت سے بچنے کے علاج کا قانون قاعدہ

۱ اس قانون کو ہر سبب کے ازالہ میں استعمال کرائیں۔ غیبت کی مذمت میں جتنا احادیث وحکایات واقوال میں مذکور ہے تمام نہ سہی کچھ تو سامنے لائے کہ گلہ کرنے سے میری تمام نیکیاں اسے مل جائینگی اور اس کی برائیاں میرے اعمنامہ میں اور پھر موت کے بعد مجھے عذاب قبر میں مبتلا ہونا پڑے اور عاقبت بھی برباد۔ پھر ایک معمولی سی بات سے اپنا انجام خراب کردوں فلہذا چپ رہنا مناسب ہے۔ حدیث شریف میں گذرا ہے کہ غیبت نیکیوں کو ایسے کھا جاتی ہے جیسے خشک لکڑیوں کو آگ۔ اب بتائیے معمولی سی بات سے اتنا سخت نقصان کون برداشت کرنا مناسب سمجھتا ہے۔

اسی سبب رنج وغصہ کے ازالہ کا علاج

رنج وغصہ ایک آگ ہے جو انسان کے سینے میں بھڑک اٹھتی ہے اور اس آگ کو ٹھنڈا کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک عارضی۔ دوسرا حقیقی۔ عارضی تو یہ ہے کہ اسے غائبانہ گالی گلوچ بکنا۔ اس کی غیبت کرنا۔ لوگوں کو اس کے عیوب سنانا۔ اس میں اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے

فائدہ ہے۔ لیکن بعد میں بہت بڑا سخت نقصان ہے۔ اسکی مثال ایسے ہے جیسے کسی کو بخار آیا اور پھر نہر میں جا کر غوطہ دے۔ اب دو منٹ تو گرمی ہٹ جائے گی لیکن نتیجہ خراب نکلیگا۔ اسیطرح غیبت سے چند منٹ تو غصہ کی آگ ختم جائے گی لیکن نتائج بُرے ثابت ہونگے جیسا کہ گزشتہ مضامین کے مطالعہ سے معلوم ہو گیا۔

دوسرا حقیقی وہ یہ کہ اپنے آپ کو سمجھائے کہ اگر میں نے اس پر غصہ کی آگ بھڑکا دی اور گلہ اور غیبت سے ارمان نکالے تو پھر میرا مالک بھی مجھے دوزخ سے سزا دیگا۔ کیونکہ میں ایک معمولی رنجش سے مالک حقیقی کو ناراض کر رہا ہوں۔ جبکہ اُس نے مجھے غیبت سے روکا ہے۔ حدیث شریف میں ہے اِنَّ لِجَهَنَّمَ بَاباً لَا يَدْخُلُهُ اِلَّا مَنْ شَفٰى غَيْظَهٗ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ تعالیٰ۔ جہنم میں ایک دروازہ ہے اُس میں صرف وہ داخل ہوگا جس نے اپنے غصہ کو اللہ کی نافرمانی سے ٹھنڈا کیا۔ پھر کہے اگر میں اس غصہ و رنج کو پی جاؤں اور اُسے کچھ نہ کہوں تو میرے لئے بہشت میں شاندار حور ملے گی اور مالک حقیقی بھی راضی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ عَلٰى يَقْدِرُ عَلٰى اَنْ يُّنْفِذَهٗ دَعَاهُ اللّٰهُ تعالیٰ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهٗ فِيْ اَيِّ الْحُوْرِ شَاءَ۔

جو غصہ کو پی جاتا ہے حالانکہ اُسے قدرت حاصل تھی کہ غصہ کو پورا کرتا تو اللہ تعالیٰ اُسے میدانِ محشر میں مخلوق کے سامنے بلا کر بہشت کی حوروں کے انتخاب کا اختیار دیگا۔ (ابو داؤد ترمذی)

خلاصہ یہ ہے کہ غیبت کرنے کا پہلا موجب غصہ غیظ و غضب ہے۔
اب اس وقت میں اپنے رنج دفعہ کرنے کی سعی بلیغ کرے۔ غیظ و غضب کا
علاج انشاء اللہ کسی دوسری نشست میں عرض کرونگا۔

سبب دوم

دوستوں کی موافقت میں آکر کسی کا گلہ و غیبت کرنے لگ جاتا ہے
اور سوچتا یہ ہے کہ اگر میں بھی اُن کا ساتھ نہ دوں تو مجھ پر ناراض ہو
جائینگے اور تعلقات بگڑ جائیں گے۔ جس سے معاشرہ میں خرابی آجائے
گی اور دوسرے کے تعلقات نہ بگاڑتے ہوئے اگر اس برائی کا ارتکاب
کرلوں تو ممکن ہے مجھے حسن معاشرت کے لئے موزوں بھی ہے۔

علاج ۔ دوستوں کو راضی کرنے والا اتنا تو ضرور جانتا ہے کہ غیبت
کتنا بڑا جرم ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ دوست قبر کے اندر اور میدانِ
محشر میں بھی ساتھ نہیں ہونگے بلکہ وہاں تو اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُھُمْ
لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ٥ بڑے گہرے دوست ایک دوسرے کے
دشمن ہونگے سوائے متقین کے۔ اور یہ بھی اسے علم ہے کہ اللہ تعالیٰ
کی نافرمانی مخلوق کی وجہ سے نہ ہو اور اسے اتنی غیرت نہیں کہ جسطرح
غیبت کا ساتھ نہ دینے سے یہ نااہل دوست ناراض ہو جائیں گے
غیبت کے ارتکاب سے اس سے کچھ زیادہ وہ جبار و قہار ناراض ہوگا
اب ان دونوں باتوں کا موازنہ کرے کہ اِن دو ناراضگیوں سے فوقیت
کسے حاصل ہے۔

فقیر اویسی غفرلہ کا اپنا تجربہ

میں نے تو بارہا تجربہ کیا ہے کہ غیبت و گلہ سے احباب کو روکنے سے الٹا محبت بڑھتی ہے کیونکہ جب گلہ گو اپنی مجلس میں گلہ سے روکا جائیگا تو وہ سمجھ جائے گا کہ یہ صاحب جس طرح دوسرے کا گلہ سننا نہیں چاہتا تو میں چونکہ اُس کا دوست ہوں میرا گلہ بھی نہیں سنتا ہوگا بلکہ اگر دوست سمجھدار ہے تو ایسی صحبت و سنگت کو تو غنیمت سمجھے گا ورنہ اس دوست سے جدائی بہتر جو خود بھی اور دوست کو بھی جہنم کا ایندھن بنائے چاہتا ہے۔ ؎

یار بد آرد ترا سوئے جحیم = یار نیکو گیر تا یابی نعیم

مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ بُرے دوست کے متعلق فرماتے ہیں۔

دُور شو از اختلاط یار بد = یار بد بدتر بود از مار بد

مار بد تنہا ہمیں بر جاں زند = یار بد بر جان و بر ایماں زند

نیز میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نیکاں دے سنگ رلیاں میری جھوٹی پھل پئے

بھیڑیاں کول کھلوتیاں میرے اگلے وی ڈہل گئے

غرضیکہ دوستی و محبت کا اثر بہت پڑتا ہے بھلی دوستی سے بھلا اور بُری سے بُرا۔ لہٰذا غیبت سے بچنے کا حفظِ ماتقدم یہ بھی ہے کہ انسان اپنے حلقہ احباب کا بھی جائزہ لے اور بُری دوستی سے مجتنب رہے۔

سبب سوم و چہارم

جب کسی خطا میں پکڑا گیا تو اپنی برأت میں چند حیلے ڈھونڈھتا ہے جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اُسے بُرے فعل کو دوسرے کی طرف منسوب کر دینا۔ مثلاً یہ کہنا کہ میں نے نہیں کیا۔ البتہ فلاں شخص اس عمل کا عادی ہے اُس نے کیا ہوگا یا جس طرح مجھ سے یہ عمل سرزد ہوا فلاں سے بھی تو ہوا کرتا ہے وہ مجھ سے لائق و فائق ہے وغیرہ وغیرہ۔

العلاج - جب اسے معلوم ہے کہ یہ تدبیر جو میں کر رہا ہوں۔ یہ ایک مشکوک ہے اور اگرچہ یقینی بھی ہو تو تب بھی ایک بڑے قبیح امر کے ذریعے نجات تلاش کر رہا ہوں حالانکہ اس سے میرا مالک حقیقی ناراض ہوگا۔ اور میرا چھٹکارا نہ ہی اس تدبیر میں ہے اور نہ ہی اُن گرفتار کرنے والوں کے ہاتھ فلہٰذا میں غیبت اور دیگر تدابیر سے بچ کر اپنے مالک کے دربار میں گڑگڑاؤں تاکہ گرفتاری سے نجات ملے۔ اگرچہ اس سے نجات نہ بھی پائے تب بھی اتنا تو سوچے کہ مجھ سے گلہ کا گنہ سرزد ہوا اگرچہ مصیبت آگئی۔

حکایت - ایک شخص سخت بیماری میں مبتلا رہتا تھا۔ بجائے جزع و فزع یا اپنے لئے خیر و عافیت کی دُعا کے حمدِ خدا اور شکرانہ کے الفاظ بجا لاتا۔ لوگوں نے سبب پوچھا تو کہا اللہ تعالیٰ کی حمد کیوں نہ کروں "بمصیبت گرفتارم نہ بمعصیت"۔

سبب پنجم

کوئی شخص چاہتا ہے کہ اپنی تعریف کر سکے۔ صراحتہً تو نہیں کرتا تاکہ

خودستائی نہ ہو۔ اُسے نفس وشیطان دوسرا ایک طریق بتاتے ہیں۔ جس سے اُس کا مطلب تو پورا ہو جاتا ہے۔ لیکن غیبت کی خرابی میں مُبتلا ہو کر اپنا انجام برباد کرتا ہے۔ مثلاً اس طرح کہے کہ فلاں تو جاہل ہے کہ فلاں مسئلہ بالکل آسان تھا جسے میرے شاگرد بھی حل کر لیتے ہیں۔ مگر وہ اس سے بے بہرہ ہے۔ اسیطرح دوسرے اعمال مثلاً فلاں تو ریا سے اجتناب نہیں کرتا وغیرہ وغیرہ۔

علاج۔ اس حیلہ گری سے صرف مقصود اتنا ہوتا ہے کہ لوگ میرے معتقد ہوئے۔ لیکن اُسے پتہ نہیں کہ سمجھدار لوگ تو سمجھ جائیں گے۔ کہ جو شخص غیبت جیسی مرض میں مُبتلا ہے وہ قابلِ وثوق نہیں۔ یہ لوگ بجائے اس کے معتقد ہونے کے اس کے مخالف ہو جائینگے باقی رہے عوام کو اپنے دام تذویر میں پھنسانا لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا یعنی بے ایمان لوگ ایمان بیچ کر دُنیا خریدتے ہیں کا مصداق بنتا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے چھوٹے قدوالا اپنے کو بلند قد جتلانے کے لئے لکڑی کے پاؤں بنالے۔ اس سے اُسے کیا فائدہ۔ جب کہ اس کے مالک حقیقی ناراض ہو۔ فلہذا صاحب قدر ہے۔ تو اس کا فضل اُسے خود لوگوں کی نگاہوں میں بلند قدر بنا دے گا۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ ورنہ غیبت جیسی مہلک بیماریوں میں کیوں مُبتلا ہونا چاہتا ہے اور ایسے آدمی کا خاتمہ بھی بُرا ہوتا ہے۔

سبب ششم

کوئی شخص جاہ و جلال اور علم و کمال رکھتا ہے لوگ اُس کے بڑے معتقد ہیں۔ اور بڑی عزت و تعظیم سے اُس کا نام لیتے ہیں۔ اور اُس کی خدمات سعادت سمجھتے ہیں۔ اب اس سے کسی کو حسد لازمی ہے۔ پھر حسد کی وجہ سے اُس کے عیوب تلاش کرتا ہے اور پھر عیب ہی نہیں۔ اس کے مرتبہ کو گھٹانے کی غرض سے عملاً یا سہواً لوگوں کے سامنے اُسکی غلطیاں بیان کرتا ہے تاکہ لوگ اُس سے محبت کم کردیں اور اُس کا مرتبہ گھٹ جائے۔ یہ سبب عموماً پایا جاتا ہے۔ اور خصوصاً علم و عمل اور دُنیا و دولت کے پرستاروں میں یوسف علیہ السلام کے بھائی اس مرض کے شکار تھے۔

علاج

وہی علاج جو حسد کے زائل کرنے کا ہے۔ جو اپنے مقام پر بیان ہوگا۔ سردست اتنا سمجھنا کافی ہے کہ یہ عزت و مرتبہ حق تعالےٰ نے دیا ہے۔ اور جسے وہ مالک کچھ دے کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔

دادِ حق را قابلیت شرط نیست ۔ بلکہ شرط قابلیت داد اوست

اور نہ ہی کسی کی بُرائی بیان کرنے سے اُس کا کچھ گھٹے گا۔ بلکہ تجربہ کی بات ہے جس کے ساتھ حسد کرو اُس کا اُلٹا مرتبہ بڑھتا ہے اور حاسد کو سوائے آگ حسد میں جلنے کے اور کچھ نہیں حاصل۔ چنانچہ فقیر نے بارہا آزمایا کہ حسد کرنے والوں نے ہمیں گھٹایا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ہمیں اپنے پیاروں کے صدقے بڑھایا (ذالک فضل اللہ یؤتیہ،

حق پیشائی) بلکہ غیبت جیسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو کر اپنا انجام بھی برباد کر رہا ہے۔

سبب ہفتم

لہو و لعب اور خوش طبعی - تاکہ وقت ہنسی مذاق میں گذر جائے پھر شروع ہو گئے کسی کے عیب گننے کو - اور لگے ہنسنے - زمیندار ان اور گروہ بندی حضرات کا یہی عام طریقہ ہے - اسی طرح کسی کو حقیر سمجھ کر اس کے عیب بیان کرتا جائے پھر خود اور اوروں کو بھی ہنساتا جائے -

علاج — اس کا علاج یہی ہے کہ سوچ کر خود کو نصیحت کرے کہ آج میں لوگوں کو خوش کرنے کے لئے کسی کی غیبت کر رہا ہوں اور یہ بھی چند معدودے آدمی - اور پھر کل سب مجھے اللہ تعالیٰ نبیوں اور فرشتوں بلکہ تمام مخلوق کے سامنے اس کی سزا دیگا اور یہی مجلسی نہ چھڑا سکیں گے اور نہ کوئی ساتھ دیں گے پھر کیوں ایسا عمل کروں کہ جس سے مجھے قیامت میں رسوا ہونا پڑے۔

تین اسباب اور ہیں وہ ایسے ہیں کہ بڑے بڑے سمجھدار بھی شیطان کے پھندے میں آجاتے ہیں - کیونکہ یہ اسباب بظاہر ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ دین پروری ہو رہی ہے حالانکہ انہیں اس کا اپنا زبردست نقصان ہو رہا ہے - (۱) تعجب

کسی کو کسی برائی میں مبتلا دیکھ کر یا سن کر غائبانہ کہے کہ بڑا تعجب ہے کہ فلاں - فلاں غلطی میں مبتلا ہے کیا اچھا ہوتا یہ برائی اس سے سرزد نہ ہوتی

علاج

یہ درود اُسے صرف دینی کمی کی وجہ سے پیدا ہوا۔ لیکن شیطان بڑی پھرتی سے اُس سے نام کہلوا کر غیبت جیسے گناہ میں مبتلا کر دیا۔ اُسے چاہیئے تھا کہ تعجب کے وقت کسی کا نام نہ لیتا۔ اس سے درود دین کے اظہار پر بڑا اجر و ثواب ملتا۔ (۲) رحمت

کسی کو کسی برائی میں مبتلا دیکھ کر اُس پر رحمدلی کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ فلاں بیچارے سے یہ کمی واقع ہوئی ہے۔ مجھے اس کا بڑا غم ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

(۳) غضب

کسی اپنے عزیز چھوٹے سے غلطی دیکھ کر غضب و رنج مناتا ہوا غائبانہ اُس کا نام لے کر کہتا ہے کہ نالائق نے ایسا ویسا کیوں واقع ہوا وغیرہ وغیرہ۔

رحمت و غضب کا علاج

وہی ہے جو تعجب کا علاج ہے۔

مذکورہ بالا تمام اسباب احیاء العلوم اور تنبیہ المغترین میں موجود ہیں۔ لیکن اُن علاج فقیر نے اپنے تجربہ سے ایجاد کئے اللہ تعالیٰ بجاہِ حبیبہ الاعلیٰ صلے اللہ علیہ وسلم قبول فرما کر فقیر کو تمام مسلمانوں کو روحانی بیماریوں سے محفوظ رکھے آمین۔ الفقیر اویسی رضوی غفرلہٗ۔

یا رب المصطفیٰ بلغ سلامنا ... یا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

۷۸۶

باب چہارم

غیبت ہر لحاظ سے حرام ہے اسکی سزا بہت سخت ہے گناہ معمولی ہے لیکن سزا سنگین ہے۔ جیسا کہ گزرا لیکن دینی ضرورت کے تحت مباح ہے۔ لیکن اس مباح کا استعمال بھی وہی کر سکتا ہے۔ جبکہ شرعی امور میں پوری دسترس ہو۔ اس مباح کو ہر کس و ناکس عمل میں نہیں لا سکتا۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسے سمیات ہیں۔ اُن کے طریقہ کو اگر کوئی نہ جانتے ہوئے استعمال میں لائے تو سوائے موت کے اور کوئی نتیجہ نہیں ہوگا۔ اسیطرح غیبت کے مباحات کو عمل میں لانے کیلئے احتیاط چاہیئے بلکہ اس میں کچھ زائد کہ یہ دینی معاملہ ہے اور وہ دینوی۔

امام غزالی قدس سرہ نے احیاء العلوم شریف میں چھ ایسے مقامات بیان فرمائے کہ جہاں پر غیبت جائز ہے۔ لیکن یاد رہے کہ وہ صرف صورتاً غیبت ہے ورنہ دراصل وہ غیبت نہیں۔

(۱) جس میں دینی معاملہ کو تقویت ملے اور اس میں اپنا نفسانی امر مضمر نہ ہو اور نہ ہی کسی کی ذات پر حملہ مقصود ہو۔ صرف یہی غرض ہو کہ جبکہ اس عمل سے دین کو فائدہ ہوگا۔

عذر ۲ تظلم یعنی وہ فریاد جو قاضی کے سامنے ہو یا کسی ایسے شخص کے سامنے کہ جس سے داد چاہے۔ مثلاً قاضی صاحب کو کہے کہ فلاں شخص نے میرا حق چھینا یا قاضی کی شکایت بادشاہ کو کرے کہ فلاں قاضی نے رشوت لی وغیرہ وغیرہ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "اِنَّ لِصَاحِبِ الحَقِّ مَقَالاً" حق والے کو بات کا اظہار جائز ہے۔ (متفق علیہ)

عذر ۳ کسی جگہ فساد برپا ہو۔ اُس فسادی کے فساد کا اظہار کر کے دین یا عام مخلوق کی امداد کرنا۔ مثلاً کسی علاقہ میں ڈاکو رہتا ہے یا کسی میں دینی کمی ہے اور وہ کسی کی بات مانتا ہے تو اُس ڈاکو کی خبر اور اس حالات حاکم وقت کو بتانا یا دین کی کمی والے کی کمی اُس کے بڑے بزرگ سے بتانا مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گذرے السلام علیکم کہا لیکن حضرت عثمانؓ نے جواب نہ دیا۔ اُس کی شکایت فاروقِ اعظمؓ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سنائی (مشکوٰۃ)۔ اس شکایت کو غیبت نہیں کہا جا سکتا۔

عذر ۴ فتویٰ پوچھنا۔ مثلاً کہے کہ میرا باپ یا بھائی یا کوئی مجھ پر ایسے ویسے زیادتی کرتے ہیں اُن کے لئے کیا حکم ہے۔ حضرت ہندہؓ نے حضرت ابو سفیان کے متعلق حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ ابو سفیان بخیل ہے میرا اور میرے بچوں کا خرچہ نہیں دیتا۔ اگر میں اُسکی لاعلمی میں کچھ لے لوں تو روا ہے یا نہ۔ آپ نے فرمایا بقدر ضرورت لے سکتی ہو۔ (متفق علیہ) یہ باتیں سب غیبت کی ہیں لیکن بطور فتویٰ جائز ہیں۔

عذر ۵ شریر کی شرارت سے بچانا۔ خواہ وہ شرارت دینوی ہو یا دینی
مثلاً کہنا کہ فلاں شخص ڈاکو ہے یا چور ہے یا زانی ہے تاکہ لوگ اس کی
شرارت سے بچیں یا مثلاً کوئی بدمذہب مرزائی چکڑالوی۔ غیر مقلد۔
وہابی۔ دیوبندی۔ شیعہ وغیرہ ہے۔ اُس کے متعلق اُس کے عقائد کی
خبر دینا جائز ہے۔ اُسکی ذاتی غلطی بتانا کہ وہ کالا ہے قد والا ہے وغیرہ
وغیرہ بتانا جائز نہیں۔ اسیطرح کسی تاجر کی تجارت کی غلطی بیان کرنا بھی جائز
ہے۔ تاکہ اُسکی خیانت دھوکہ بازی وغیرہ سے لوگ بچ جائیں۔ کما قال
علیہ السلام ثلثۃ لاغیبۃ لھم الامام الجابر والمبتدع والمجاھر ۔
تین کی غیبت جائز ہے (۱) ظالم حاکم (۲) بدعتی (۳) علی الاعلان گناہ کرنیوالا (احیاء)
عذر ۶ کوئی شخص کسی ایسے نام سے مشہور ہو کہ سوائے اُس نام کے اُسے
کوئی نہیں جانتا اور وہ نام بُرا ہے۔ مثلاً کوئی لنگڑے کے نام سے مشہور ہے یا
اندھے کے نام سے مشہور ہے جیسے پہلے زمانہ میں اعمش ایک لغت نحو
کے امام کا نام ہے حالانکہ اعمش بمعنے شب کور ہے
عذر ۷ جو مرے سے اپنے عیوب کو عیب تصور نہ کریں بلکہ اُسے اُلٹا
اپنا فخر سمجھیں۔ مثلاً کہا جائے فلاں مخنث ہے شرابی وغیرہ
مسئلہ ۵ کسی شخص میں یہ غلطی واقع ہو اور یہ جان لو کہ اگر اُس کی غلطی
لوگوں کے سامنے بیان کی جائے پھر اُسے پتہ چل جائے کہ میری غلطی کا اظہار
ہوتا ہے تو اس ڈر سے وہ آئندہ سے باز آجائیگا تو بھی غیبت جائز ہے

۷۸۶

یا غفور محمد کریم

یا رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم

باب پنجم

در مسائل فقہیہ

گزشتہ بیانات میں سب مسائل ہی تو تھے لیکن عوام کو ان سے استنباط کی کہاں طاقت یا اُس کی طرف دھیان کب۔ اسلئے صریح طور مسائل کا علیحدہ باب لکھا جاتا ہے اور یہ مسائل سب کے سب بہارِ شریعت سے لئے گئے ہیں۔

مسئلہ۔ غیبت کسے کہتے ہیں۔ غیبت کے یہ معنیٰ ہیں کہ کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو (جو وہ دوسروں کے سامنے ظاہر ہونا ناپسند کرتا ہو) اُسکی بُرائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا۔ (مسئلہ) ایک شخص نمازی بھی ہے اور روزے بھی رکھتا ہے مگر اپنی زبان اور ہاتھ سے دوسروں کو ضرر پہنچاتا ہے اُسکی ایذا رسانی کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا غیبت نہیں۔ کیونکہ اس ذکر کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس کی اس حرکت سے واقف ہو جائیں اور اس سے بچتے رہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ اُس کے نماز روزہ سے دھوکہ کھا جائیں اور مصیبت میں مبتلا ہو جائیں۔ حدیث میں ارشاد فرمایا کہ کیا تم فاجر کے ذکر سے ڈرتے ہو جو خرابی اُس میں ہو بیان کر دو تاکہ لوگ اس سے پرہیز کریں (درمختار وردالمختار)

مسئلہ ۔ ایسے شخص کا حال جس کا ذکر اوپر گذرا ہے اگر بادشاہ یا قاضی سے کیا تاکہ اسے سزا ملے اور وہ اپنی حرکت سے باز آجائے چغلی یا غیبت میں داخل نہیں۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (در مختار)

تنبیہ

یہ حکم فاسق و فاجر کا ہے جس کے شر سے بچانے کیلئے لوگوں پر اُس کی بُرائی کھول دینا جائز ہے اور غیبت نہیں۔ اب سمجھنا چاہیئے کہ بدعقیدہ مثلاً عیسائی وہابی دیوبندی مرزائی شیعہ چکڑالوی وغیرہ کا ضرر فاسق کے ضرر سے بہت زیادہ ہے۔ بلکہ فاسق سے جو ضرر پہنچیگا وہ اس سے بہت کم ہے جو بدعقیدہ لوگوں سے پہنچتا ہے۔ فاسق سے اکثر دنیا کا ضرر ہوتا ہے۔ لیکن بدعقیدہ سے دین و مذہب کی بربادی کا ضرر ہے۔ اور بدمذہب اپنی بدمذہبی پھیلانے کے لئے نماز روزہ کی بظاہر خوب پابندی کرتے ہیں تاکہ اُن کا وقار لوگوں میں قائم ہو پھر جو گمراہی کی بات کریں گے اُس کا پورا اثر ہو گا۔ بلکہ ایسوں کی بدمذہبی کا اظہار فاسق کے فسق کے اظہار سے زیادہ اہم ہے اس کے بیان کرنے میں ہرگز دریغ نہ کریں۔

آجکل بعض صُلح اپہند اپنا تقدس یوں ظاہر کرتے ہیں کہ ہمیں کسی کی بُرائی بیان نہیں کرنی چاہیئے۔ یہ اُن کو شیطانی دھوکا ہے۔ مخلوق خدا کو بدمذہب کے نقصان سے بچانا معمولی بات نہیں بلکہ یہ انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ بزرگانِ دین و سلف صالحین نے

بدمذہبوں کے کیسے پول کھولے۔

بدمذہبوں کی بداعتقادیاں بیان نہ کرنا بزدلی ہے۔ جس کا خمیازہ ہم خوب بھگت رہے ہیں۔ شیطان نے ان لوگوں کو ہردلعزیز بنا دیا اور بدمذہبوں کو خوب عیار و چالاک بنایا کہ دھڑا دھڑ بدعقیدگی کا بازار گرم ہو رہا ہے۔

مسئلہ یہ معلوم ہو کہ جس شخص میں بُرائی پائی جاتی ہو اگر یقین ہو کہ اُس کے والد (یا کسی اور بزرگ یا دوست اور متعلق کو) خبر ہو جائیگی تو وہ اسکو اُس بُرائی سے روک دیگا تو اُس کے باپ وغیرہ کو خبر دے۔ زبانی کہہ سکتا ہو تو زبانی کہے یا تحریر کے ذریعے مطلع کرے۔ ورنہ بلاوجہ عداوت نہ خریدے اسیطرح عورت کی شکایت اُس کے خاوند کو رعایا کی خبر بادشاہ کو کی جاسکتی ہے (درمختار وردالمختار) مگر یہ بات ضرور ہو کہ ظاہر کرنے سے اسکی بُرائی مقصود نہ ہو بلکہ اصلی مقصد یہ ہو کہ وہ لوگ اسکی بُرائی کا انسداد کریں اور یہ عادت اُس سے چھوٹ جائے۔

مسئلہ ۔ کسی شخص نے کسی کی بُرائی دیکھ کر یا سُن کر کہا کہ مجھے نہایت افسوس ہے کہ وہ ایسا کرتا ہے۔ غیبت نہیں جبکہ یہ معلوم ہو کہ وہ سُن کر بُرا نہیں ماننے کا ہاں اگر کہنے والے کی نیت بُرائی بیان کرنا ہو یا وہی اُسے بُرائی بیان کرنا سمجھے تو پھر غیبت ہے۔ اگر اظہار صرف افسوس و حسرت ہے تو غیبت نہیں۔ غیبت تب ہو جب یہ ارادہ نہیں بلکہ وہ غیبت بھی ہے اور ایک قسم کا نفاق بھی ریاء اور اپنی مدح سرائی ہے۔ کیونکہ اس نے مسلمان بھائی

کی برائی کی اور ظاہر یہ کیا کہ برائی مقصود نہیں - یہ نفاق ہوا اور لوگوں پر ظاہر کیا کہ یہ کام میں اپنے لئے اور دوسروں کے لئے بُرا جانتا ہوں یہ ریا ہے۔ اور چونکہ غیبت کو غیبت کے طور پر نہیں کیا لہٰذا اپنے کو صلحاء میں سے ہونا بتایا اور یہ خود ستائی ہے۔ (در مختار ورد المختار) پھر ایسا عمل کیوں کرے جس سے اتنی بڑی بڑی روحانی بیماریاں پیدا ہو جائیں۔ سرے سے چپ رہے۔

مسئلہ۔ کسی بستی یا شہر والوں کی بُرائی مثلاً یہ کہا کہ وہاں کے لوگ ایسے ہیں یہ غیبت نہیں کیونکہ اس کا یہ مقصد نہیں ہوتا کہ وہ کے سب لوگ ہی ایسے ہیں۔ بلکہ بعض لوگ مراد ہوتے ہیں۔ اور جن بعض کو کہا گیا وہ معلوم نہیں غیبت اس صورت میں ہوتی ہے جبکہ معیّن و معلوم اشخاص کی برائی ذکر کی جائے اور اگر اس کا مقصد وہاں کے تمام لوگوں کی بُرائی بیان کرنا ہے تو غیبت ہے (در مختار ورد المختار)

فصل - غیبت کی اقسام -

غیبت چار قسم کی ہے - (۱) کفر - اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص غیبت کر رہا ہے - اس سے کہا گیا غیبت نہ کرو - وہ اسکے جواب میں کہتا ہے - یہ غیبت نہیں - میں سچا ہوں اُس شخص نے حرام قطعی کو حلال بتایا ہے - ولہٰذا کافر ہو گیا

(۲) نفاق - مثلاً ایک شخص کی برائی بیان کی جائے لیکن اُس کا نام نہ لیا گیا - حالانکہ وہ اس کو سن بھی رہا ہے اور وہ اُسے جانتا پہچانتا

بھی ہے لہٰذا یہ غیبت ہے اور اپنے کو متقی ظاہر کرتا ہے لہٰذا یہ نفاق ہے،

(۳) معصیت ۔ اسکی صورت یہ ہے کہ کسی کی غیبت کرتا ہے ۔ اور جانتا ہے کہ یہ حرام ہے ایسے شخص کو توبہ کرنا لازم ہے ۔

(۴) مباح ۔ وہ یہ ہے کہ فاسق کے متعلق یا بد مذہب کی برائی بیان کرے بلکہ جبکہ لوگوں کو اس کے شر سے بچانا مقصود ہو ثواب ملنے کی امید ہے "کذا قال الفقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ تعالیٰ (رد المختار)

مسئلہ ۔ جو شخص علانیہ بُرا کام کرتا ہے اور اس کو اسکی کوئی پرواہ نہیں کہ لوگ اسے کیا کہینگے ۔ اسکی اس بڑی حرکت کا بیان کرنا غیبت نہیں مگر اُس کی دوسری باتیں جو ظاہر نہیں ہیں اُن کا ذکر نا غیبت ہے حدیث شریف میں ہے کہ جس نے حیا کا پردہ اپنے چہرہ سے ہٹا دیا اسکی غیبت نہیں (رد المختار)

مسئلہ ۔ جس سے کسی بات کا مشورہ لیا گیا ۔ وہ اگر اس شخص کی بُرائی اور عیب بیان کرے ۔ جسکے متعلق مشورہ ہے ۔ یہ عیب نہیں ۔

حدیث شریف میں ہے جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے لہٰذا اُسکی بُرائی بیان نہ کرنا خیانت ہے ۔ مثلاً کسی کے یہاں اپنا یا اولاد وغیرہ کا نکاح کرنا چاہتا ہے ۔ دوسرے سے اُسکے متعلق تذکرہ کیا کہ میرا ارادہ ایسا ہے تمہاری کیا رائے ہے اس شخص کو جو کچھ معلومات ہیں بیان کر دینا غیبت نہیں ۔ اسی طرح کسی کے ساتھ تجارت وغیرہ

میں شرکت کرنا چاہتا ہے یا اسکے پاس امانت رکھنا چاہتا ہے یا پڑوس میں سکونت کرنا چاہتا ہے اکی برائی بیان کرنا غیبت نہیں (رد المختار)

(مسئلہ) جو بد مذہب اپنی بد مذہبی چھپائے ہوئے ہے جیسے رافض کے ہاں تقیہ ہے یا آجکل کے وہابی دیو بندی اپنی وہابیت چھپاتے اور خود کو سنی ظاہر کرتے ہیں اور جب موقعہ پاتے ہیں تو اپنے بد مذہب کی آہستہ آہستہ تبلیغ کرتے ہیں۔ انکی بد مذہبی کا اظہار غیبت نہیں کہ لوگوں کو ان کے مکر و شر سے بچاتا ہے اور اگر اپنی بد مذہبی کو چھپاتا نہیں بلکہ علانیہ ظاہر کرتا ہے جب بھی غیبت نہیں کہ وہ علانیہ برائی کرنے والوں میں داخل ہے (رد المختار)

مسئلہ۔ کسی کے ظلم کی شکایت حاکم کے پاس کرنا بھی غیبت نہیں مثلاً یہ کہ فلاں نے مجھ پر ظلم و زیادتی کی ہے تاکہ حاکم اس کا انصاف اور فادرسی کرے۔ اسی طرح مفتی کے سامنے استفتاء پیش کرنے میں کسی کی برائی کی کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ یہ کیا ہے۔ اس سے بچنے کی کیا صورت ہے۔ مگر اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ نام نہ لے بلکہ یوں کہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے ساتھ یہ کیا۔ بلکہ زید عمرو سے تعبیر کرے جیسا کہ اس زمانہ میں استفتاء کی عموماً یہی صورت ہوتی ہے پھر بھی اگر نام لیا جائے تو جائز ہے اس میں بھی قباحت نہیں جیسا کہ حدیث شریف کے حوالہ سے گذرا (رد المختار)

مسئلہ۔ ایک صورت اس کے جواز کی یہ ہے کہ اس سے مقصود مبیع

کا عیب بیان کرتا ہو۔ مثلاً غلام کو بیچنا چاہتا ہے اور اس غلام میں کوئی عیب بھی ہے چور یا زانی ہے۔ اُس کا عیب مشتری کے سامنے بیان کردینا جائز ہے۔ یونہی کسی نے دیکھا کہ مشتری بائع کو خراب روپیہ دیتا ہے اس سے اُسکی حرکت ظاہر کرسکتا ہے (رد المحتار)

مسئلہ۔ ایک صورت جواز کی یہ بھی ہے کہ اس عیب کے ذکر سے مقصود اُسکی برائی نہیں ہے بلکہ اس شخص کی معرفت و شناخت مقصود ہے۔ مثلاً جو شخص ان عیبوں کے ساتھ ملقب ہے تو مقصود معرفت ہے نہ بیان عیب جیسے اعمیٰ اعمش المرج احوی۔ صحابہ کرامؓ میں حضرت عبداللہ بن مکتوم نابینا تھے اور روایتوں میں اُن کے نام کے ساتھ اعمیٰ آتا ہے۔ محدثین میں بڑے زبردست پایہ کے حضرت سلیمان اعمش ہیں اعمش کے معنے چندھے کے ہیں۔ یہ لفظ اُن کے نام کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے اسیطرح یہاں بھی بعض مرتبہ محض پہچاننے کیلئے کسی کو اندھا یا کانا یا ڈھنگا یا لنبا کہا جاتا ہے۔ یہ غیبت میں داخل نہیں ہے (رد المحتار)

مسئلہ۔ حدیث کے راویوں اور مقدمہ کے گواہوں اور مصنفین پر جرح کرنا اور ان کے عیب بیان کرنا جائز ہے۔ اگر راویوں کی خرابیاں بیان کی جائیں تو حدیث صحیح اور غیر صحیح میں امتیاز ہوسکیگا۔ اسی طرح مصنفین کے حالات بیان نہ کئے جائیں تو کتب معتمدہ و غیر معتمدہ میں فرق رہیگا۔ گواہوں پر جرح نہ کی جائے تو حقوق مسلمین کی نگہداشت نہ ہوسکیگی۔ اول سے آخر تک گیارہ صورتیں وہ ہیں۔ جو بظاہر غیبت ہیں اور حقیقت میں عیب نہیں۔ اور

ان میں عیوب کا بیان کرنا جائز ہے۔ بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے (ردالمختار)

غیبت جس طرح زبان سے ہوتی ہے فعل سے بھی ہوتی ہے صراحت کے ساتھ برائی کی جائے یا تعریض وکنایہ کے ساتھ ہے۔ تعریض کی یہ صورت ہے کہ کسی نے ذکر کرتے وقت یہ کہا کہ الحمد اللہ میں ایسا نہیں۔ جسکا یہ مطلب ہوا کہ وہ ایسا ہے کسی کی برائی لکھ دی یہ بھی غیبت ہے۔ سر وغیرہ کی حرکت بھی غیبت ہو سکتی ہے مثلاً کسی کی خوبیوں کا تذکرہ تھا۔ ایسے سر کے اشارہ سے یہ بتانا چاہا کہ اسمیں جو کچھ برائیاں ہیں۔ اُن سے تم واقف نہیں۔ ہونٹوں اور آنکھوں اور بھوؤں اور زبان یا ہاتھ کے اشارہ سے بھی غیبت ہو سکتی ہے (ردالمختار) جیسا کہ گذشتہ مضامین میں احادیث شریف وحکایات میں بیان ہو چکا ہے۔

(مسئلہ:) ایک صورت غیبت کی نقل ہے۔ مثلاً کسی لنگڑے کی نقل کرے اور لنگڑا کر چلے یا جس سے کوئی چلتا ہے اُسکی نقل اتاری جائے۔ یہ بھی غیبت ہے بلکہ زبان سے کہہ دینے سے یہ زیادہ بُرا ہے کیونکہ نقل کرنے میں پوری تصویر کشی ہوتی ہے اور بات کو سمجھانا پڑتا ہے (دُرِّمختار) جیسا کہ گزرا (مسئلہ) غیبت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ یہ کہا کہ ایک شخص ہمارے پاس آیا اس قسم کا آیا تھا یا میں ایک شخص کے پاس گیا جو ایسا ہے۔ اور مخاطب کو معلوم ہے کہ فلاں شخص کا ذکر ہے۔ اگرچہ متکلم نے کسی کا نام نہیں لیا۔ مگر جب مخاطب کو ان لفظوں سے سمجھا دیا تو غیبت ہو گئی۔ کیونکہ جب مخاطب کو یہ معلوم ہے کہ اُس کے پاس فلاں

آیا تھا یا یہ فلاں کے پاس گیا تھا۔ تو اب نام لینا یا نہ لینا برابر ہے۔
ہاں اگر مخاطب نے شخص معین کو نہیں سمجھا۔ مثلاً اس کے پاس بہت
سے لوگ آئے یا یہ بہتوں کے پاس گیا تھا تو مخاطب کو پتہ نہ چلا یہ کس
کے متعلق کہہ رہا ہے تو غیبت نہیں (در مختار)
(مسئلہ) جس طرح زندہ آدمی کی غیبت ہو سکتی ہے اسیطرح مرے
ہوئے مسلمان کو بھی برائی کے ساتھ یاد کرنا غیبت ہے (جبکہ وہ
صورتیں نہ ہوں جن میں عیوب کا بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں۔ مسلم
کی غیبت جس طرح حرام ہے کافر ذمی کی بھی ناجائز ہے۔ کہ اس کے
حقوق مسلموں جیسے ہیں۔ کافر حربی کی برائی بیان کرنا غیبت نہیں۔
(رد مختار) مسئلہ کسی کی برائی اگر اس کے سامنے بیان کرنا غیبت نہ بھی
ہو مگر اس سے بڑھ کر حرام ہے۔ کیونکہ غیبت میں جو وجہ ہے وہ
ایذاء مسلم ہے اور یہ یہاں بدرجہ اولیٰ پائی جاتی ہے۔ غیبت میں
تو یہ احتمال ہے کہ اسے اطلاع ملے یا نہ ملے۔ اگر اسے اطلاع نہ ہوئی
تو ایذاء بھی نہ ہوئی۔ مگر احتمال ایذاء کو یہاں قرار دے کر شرع مطہرہ
نے حرام کیا۔ اور روبرو اسکی مذمت کرنا تو حقیقتاً اور یقیناً ایذاء
ہے پھر یہ کیوں حرام نہ ہو (رد المختار)

تنبیہ

بعض لوگوں سے جب یہ کہا جاتا ہے کہ تم فلاں کی غیبت کیوں
کرتے ہو تو وہ نہایت دلیری کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں اُس

کا مردہ پڑا ہے۔ ہم تو اُس کے منہ پر یہ بات کہہ دینگے۔ اُن کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ پیٹھ پیچھے اُسکی برائی کرنا غیبت و حرام ہے۔ اگر منہ پر کہو گے تو دوسری بار حرام کے مرتکب ہو گے۔ اگر تم اُس کے سامنے کہنے کی جرأت رکھتے ہو تو اُس کی وجہ سے غیبت حلال نہیں ہوگی

غیبت کے عیوب کی اقسام

مسئلہ۔ غیبت کے طور پر جو عیوب بیان کئے جائیں وہ کئی قسم کے ہیں۔ (۱) اُس کے بدن میں عیب ہو۔ مثلاً اندھا۔ کانا۔ لنگڑا۔ لولا۔ ہونٹ کٹا۔ ناک چپٹا وغیرہ

(۲) نسب کے لحاظ سے وہ عیب سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً اُس کے نسب میں یہ خرابی ہو کہ اُسکی دادی یا نانی چماری تھی۔ ہمارے ملک میں پیشہ کو بھی نسب کا حکم دے رکھا ہے لہٰذا بطور عیب کے پاسی۔ جولاہا۔ حجام وغیرہ کہنا بھی غیبت اور حرام ہے۔

(۳) اخلاق و افعال کی برائی یا اُس کی بات چیت میں خرابی۔ مثلاً ہکلا توتلا (۴) دینداری میں ٹھیک نہ ہو یا یہ سب صورتیں غیبت میں داخل ہیں۔ یہانتک کہ اس کے کپڑے اچھے نہ ہوں یا مکان اچھا نہ ہو۔ ان چیزوں کو بھی اس طرح ذکر کرنا جو اُسے بُرا محسوس ہو تو ناجائز ہے (ردالمحتار)

جس کے سامنے کسی کی غیبت کی جائے تو اُسے لازم ہے زبان سے انکار کر دے مثلاً یوں کہہ دے کہ میرے سامنے اُس کی غیبت نہ کرو۔

اگر زبان سے انکار کرنے میں اسے خوف واندیشہ ہے تو دل سے اسے بُرا سمجھے۔ اگر ممکن ہو تو یہ شخص (جس کے سامنے غیبت کی جا رہی ہے) وہاں سے اٹھ جائے یا اس بات کو کاٹ کر کوئی اور بات شروع کر لے اگر ایسے نہ کیا تو سننے والا بھی گنہ گار ہوگا۔ کیونکہ سننے والا غیبت کرنے والے کے حکم میں ہے (ردّ المحتار) جیسا کہ اسکے متعلق چند احادیث گزر چکی ہیں۔

خاتمہ

یہاں صرف اتنا بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ گذشتہ کہانی صرف اُس سالک کے لئے مفید ہو سکتی ہے جو گلہ گوئی کی بیماری تک ابھی پہنچ نہیں سکا۔ اب وہ بیچارہ کیا کرے جو اس مرض کا شکار ہو چکا اور عرصہ تک اس کے گھیرے میں رہا۔ توبہ سے تو یہ معاف نہیں ہوتا۔ کیونکہ حدیث شریف میں گذر چکا ہے کہ زانی کی توبہ ہے لیکن گلہ گو کی توبہ نہیں" اور یہ بھی حق بات کہ یہ حقوق العباد ہے اور حق العبد صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتا جب تک کہ صاحب حق معاف نہ کرے۔ چنانچہ اس مرض کا کفارہ سے کرائیں۔ جو درج ذیل ہے۔

غیبت کا کفّارہ

غیبت کے کفّارہ کا طریقہ یہ ہے (۱) گلہ گو اللہ تعالیٰ سے آئندہ غیبت نہ کرنے کی تہِ دل سے توبہ کرے (۲) سخت نادم ہو صرف زبان

سے ہی بلکہ دل سے (۳) جس کا گلہ کیا اگر وہ زندہ ہے تو اُس سے معاف کرائے! حدیث شریف میں ہے مَنْ کَانَتْ لِاَخِیْہِ مَظْلَمَۃٌ فِیْ عِرْضٍ اَوْمَالٍ فَلْیَسْتَحِلَّھَا مِنْہُ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَیْسَ ھُنَاکَ دِیْنَارٌ وَّلَا دِرْھَمٌ اِنَّمَا یُؤْخَذُ مِنْ حَسَنَاتِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَیِّئَاتِ صَاحِبِہٖ فَزِیْدَتْ عَلٰی سَیِّئَاتِہٖ ۔ یعنی جس کسی کے ہاں کسی کا حق ہو آبرو میں یا مال میں تو اُسے چاہیے معافی مانگ لے اُس دن سے پہلے کہ جہاں نہ دینار ہیں نہ درہم بلکہ اُس کی نیکیاں مظلوم کو دی جائیں گی۔ اگر نیکیاں نہیں ہیں تو مظلوم کے گناہ اُس کے ذمہ ڈال دیئے جائیں گے اور سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت کے متعلق کہا کہ یہ لمبی دراز ہے تو آپؐ نے فرمایا تو نے گلہ کیا۔ لہٰذا اس سے معافی مانگ۔ (کیمیائے سعادت)

معافی مانگنے کا طریقہ

جس کی غیبت کی ہے۔ اگر وہ زندہ ہے تو اُس سے معافی لینے کا طریقہ یہ ہے کہ اُس کے پاس نہایت عجز اور انکساری ظاہراً و باطناً ایسا پریشان ہو کر جائے کہ اُسکو دیکھنے سے ہی رحم آجائے پھر اُس کی بہت تعریف کرے۔ ہر لحاظ سے خوشامد و چاپلوسی کرے اور اسے کہے کہ میں نے بڑی سخت غلطی کی ہے مجھے معاف کر دے۔ اس طرح تو بہ سے نفس کشی بھی ہے اور آئندہ غیبت سے باز رہنے کا اعلیٰ نسخہ بھی لیکن وہی اسپر عمل کریگا جسے مالک حقیقی کی پیشی کا یقین ہے اور جو اُس

صورت میں جب کہ اُسے اس چیز کا علم ہو جائے ورنہ صرف توبہ کافی ہے جیسا کہ ابھی آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سوال ۔ اگر وہ سخت مزاج ہے یا اس مسئلہ سے واقف ہے کہ جس نے گلہ کیا ہے اُسکی نیکیاں مجھے مل گئیں اب معاف کروں تو شاید نیکیاں چھینی جائیں۔ اب گلہ گو کیا کرے۔

جواب ۔ مظلوم کو چاہیئے کہ معاف کردے ورنہ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید سے واقف ہے اگر گلہ گو سچے دل سے معافی مانگ رہا ہے تو قیامت میں اللہ تعالیٰ مظلوم کو راضی کرا کر گلہ گو کو بہت بڑا اجر و ثواب عنایت فرمائیں گے (کذا قال امام الغزالی فی احیاء العلوم)

سوال ۔ جس کا گلہ کیا گیا۔ اگر وہ مر گیا ہے تو اُس سے معافی مانگنے کا کیا طریقہ ہے۔ **جواب** ۔ اُس کے لئے اللہ تعالےٰ سے استغفار کرے اور خوب استغفار کرے۔ کما قال علیہ السلام کَفَّارَۃُ مَنِ اغْتَبْتَہٗ اَنْ تَسْتَغْفِرَ لَہٗ (ابن ابی الدنیا واحیاء العلوم) جس کا تو نے گلہ کیا اُس کا کفارہ یہ ہے کہ اُس کیلئے خوب استغفار کرے۔ چند صورتیں ایسی ہیں جن سے کفارہ میں سہولت ہوتی ہے۔ وہ درج ذیل ہیں۔

فصل مسائل فقہیہ دربارہ کفارہ

جس کی غیبت کی اگر اُس کو اُس کی خبر ہو گئی تو اُس سے اس کی معافی مانگنا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اُس کے سامنے

کہے کہ میں نے تمہاری اس طرح غیبت یا برائی کی۔ تم معاف کردو۔ اور توبہ کرے تب اُس سے بری الذمہ ہوگا۔ اگر اُسے خبر نہ ہوئی ہو تو توبہ اور ندامت کافی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ۔ جس کی غیبت کی ہے اُسے خبر نہ ہوئی اور اُس سے توبہ کرلی۔ اُس کے بعد اُسے خبر ملی کہ فلاں نے میری غیبت کی ہے آیا اُس کی توبہ صحیح ہے یا نہیں اسمیں علماء کرام کے دو قول ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں کی مغفرت فرمائے گا۔ جس نے غیبت کی اُس کی توبہ کی وجہ سے اور جس کی غیبت کی گئی اسکو جو تکلیف پہنچی اُس نے درگذر کیا۔ بعض علماء کا قول یہ ہے کہ اُس کی توبہ معلق رہے گی۔ اگر وہ شخص کہ جسکی غیبت کی گئی خبر پہنچنے سے پہلے ہی مرگیا تو توبہ صحیح ہے اور اگر توبہ کے بعد اُسے خبر پہنچی تو توبہ صحیح نہیں ہے۔ جبتک کہ اُس سے معاف نہ کرائے۔ (درمختار)

فائدہ۔ بہتان کی صورت میں توبہ کرنا اور معافی مانگنا ضروری ہے۔ بلکہ جن کے سامنے بہتان باندھا ہے۔ اُن کے پاس جاکر یہ کہنا ضروری ہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا۔ جو فلاں پر میں نے بہتان باندھا تھا۔ (ردالمختار)

(مسئلہ) معافی مانگنے میں یہ ضرور ہے کہ غیبت کے معاملہ میں اُس کی اچھی ثنا کرے اور اس کے ساتھ اظہار محبت کرے تاکہ اُس کے دل سے یہ بات جاتی رہے۔ اور فرض کرو اُس نے زبان سے معاف کردیا۔ مگر اُس کا دل اس سے خوش نہ ہوا تو اُس کا معافی مانگنا اور اظہار محبت کرنا غیبت

کے مقابل ہو جائیگا اور آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا۔ (ردّ المختار)

مسئلہ۔ اُس نے معافی مانگی اور اُس نے معاف کر دیا۔ مگر اُس نے سچائی اور خلوص دل سے معافی نہیں مانگی تھی محض نمائشی اور ظاہری معافی تھی تو ہو سکتا ہے کہ آخرت میں مواخذہ ہو۔ کیونکہ اُس نے تو یہ سمجھ کر معافی دی تھی کہ یہ خلوص کے ساتھ معافی مانگ رہا ہے۔ (ردّ المختار)

مسئلہ۔ اگر اُس کی ایسی بُرائیاں بیان کیں کہ جنکو وہ چھپاتا تھا۔ یعنی یہ نہیں چاہتا تھا کہ لوگ اُن پر مطلع ہوں تو معافی مانگنے میں ان عیوب کی تفصیل نہ کرے۔ بلکہ مبہم طور پر یہ کہدے کہ میں نے تمہارے عیوب لوگوں کے سامنے ذکر کئے ہیں۔ تم معاف کر دو۔ اور اگر ایسے عیوب نہ ہوں تو پھر تفصیل کے ساتھ بیان کرے (ردّ المختار)

مسئلہ۔ اگر وہ باتیں ایسی ہوں کہ جن کے ظاہر کرنے میں فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے تو ظاہر نہ کرے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ حقوق مجہولہ کو معاف کر دینا بھی صحیح ہے۔ اور اس طرح بھی معافی ہو سکتی ہے۔ اس قول کی بنا پر بعض ایسی خاص صورتوں میں تفصیل نہ کی جائے۔ (ردّ المختار)

(امام غزالی علیہ الرحمتہ) فرماتے ہیں کہ جس کی غیبت کی وہ مر گیا یا کہیں غائب ہو گیا۔ اُس سے کیونکر معافی مانگے۔ یہ معاملہ بہت دشوار ہو گیا ہے اُس کو چاہئے کہ نیک کاموں کی کثرت کرے۔ تاکہ اُس کی نیکیاں غیبت کے بدلے میں دیدی جائیں۔ جب بھی اُس کے پاس نیکیاں رہ جائیں۔ (ردّ المختار)

اب گلہ گو ذرا سوچ لے کہ گلہ گوئی سے مجھے کتنی دھمکیاں مل رہی ہیں اور پھر آخرت میں کتنا خمیازہ اٹھاتا ہوگا۔

(مسئلہ) جسکی غیبت کی گئی اگر وہ مرگیا تو ورثار کو حق نہیں کہ معاف کریں انکا معاف کرنا غیر معتبر ہے۔ (ردّ المختار)

فصل گلہ وغیبت سے بچنے کے چند انمول نسخے

فقیر اویسی غفر لہٗ ربہٗ نے اپنی چند سالہ مستعار زندگی میں گلہ سے بچنے کے چند مجرّب نسخے تیار کئے ہیں جو احباب ملت اور ارباب سلوک کی نذر ہیں۔ ؎ گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

(۱) عوام کی مجلس میں بیٹھنے سے کنارہ کرے بالکل تنہائی پسند کرے۔ یہ اعلیٰ ترین تجویز ہے

(۲) اگر اس کی مجلس میں کوئی آہی جائے تو اسے پہلے آگاہ کرے کہ یہاں کسی کا شکوہ۔ غیبت اور عیوب گوئی بالکل نہیں ہوگی۔

(۳) اگر مجلس میں کسی کا عیب بیان ہونا شروع ہوگیا تو اگر عیب گو اپنے سے چھوٹا ہے تو اسے سختی سے روک دے اور اگر برابر کا ہے تو اسے زبانی طور پر روکے یا بات کاٹ کر دوسرا ذکر چھیڑ دے۔ ورنہ اٹھ جائے۔

(۴) اگر گلہ کرنے والا عمر میں۔ تمیز میں یا فضل وکمال میں بڑا ہے تو ادب سے کہے کہ گلہ گوئی سخت جرم ہے! آپ مجھ سے زیادہ واقف ہیں۔ اسلئے مناسب یہی ہے کہ آپ یہ کلام نہ کریں۔ یا بات بدلیں یا اٹھ جائیں۔

ورنہ کم از کم دل میں کبیدہ و پریشان ہو کر بیٹھیں۔ اُس کے ساتھ گلہ گوئی میں خود بھی شروع نہ ہو جائیں

(۵) جس کا گلہ ہو رہا ہے۔ آپ اُس کی تعریف شروع کر دیں۔ وہ اگرچہ کیسا مجرم ہو آخر حضرتِ انسان تو ضرور ہے۔

(۶) جس کا آپ گلہ کرنا چاہتے اولاً زبان کو کلام کرنے سے روکیں۔ اگر نہیں رُکتی تو دل چاہے خواہ نہ چاہے نفس سے اگر جہاد کرنا ہے تو اسے تعریفی کلمات سے یاد کیجیئے ورنہ درود شریف یا کوئی اور ذکرِ خیر شروع کر دیں۔

(۷) ان اعراض کو غور سے پڑھیں جو غیبت کا سبب بنتی ہیں۔ پھر علاج کا مطالعہ کریں اور متوجہ ہوں پھر اُلٹا خود کو ملامت کریں۔ کہ مجھ میں جبکہ یہ غلط کاری موجود ہے تو دوسرے کا کیا شکوہ۔ کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے ؎ پڑی جبکہ اپنے گناہوں پہ نظر تو جہاں میں کوئی بُرا نہ رہا

(۸) غیبت کی سزا کی حدیثیں سب نہ سہی تو کم از کم ایک دو یا حکایات مذکورہ ہر وقت سامنے رہیں۔

(۹) غیبت کی مذمت لوگوں کو بیان کرتے رہنا۔ پھر لازماً خیال گزریگا کہ لوگوں کو تو غیبت سے منع کرنا اور خود اُسی میں مُبتلا ہوں۔

(۱۰) زبان ایک سنہری زیور حضرتِ انسان کو ملا۔ جس پر علاوہ دیگر مخلوق کے نوری ملائکہ بھی رشک کرتے ہیں۔ اور پھر غیبت ایک ایسی بدبودار کیچڑ ہے کہ جسے مردار سے تعبیر کیا گیا۔ اب انتہائی اور غایت درجہ کی حماقت ہوگی کہ اپنے قیمتی جوہر (زبان) کو بدبودار کیچڑ (غیبت) سے ملوّث کریں

نوٹ۔ زبان میں کیسے جوہر ہیں؟ اور کیسے اسرار کی حامل ہے؟ اور اس میں حق تعالیٰ نے کون سی امانت رکھی؟ زبان میں کونسا کیمیا ہے جو صرف انسان کو ملا؟ یہ ایک بڑی قیمتی داستان ہے۔ جو کسی دوسری نشست میں عرض کروں گا۔ (جس کا مواد فقیر نے جمع کر رکھا ہے) فی الحال قیمتی جوہر کو غیبت کی کیچڑ سے صاف کر لیجئے۔ پھر دیکھئے کہ کیچڑ کی صفائی کے بعد سنہری زبان کا رنگ کیسا نکھرتا ہے اور آپ کی روح کی جلا کو کیسی رونق نصیب ہوتی ہے۔

حضرتِ انسان کا یہی تو کمال ہے کہ اپنے ہر قیمتی جوہرِ نعمت کو شیطانی آلائش سے پاک و صاف رکھے۔ اور پھر ؎

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا ＝ کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِیْ۔

کا مصداق بنے۔ اور چودہ طبق کو اپنے دِل کے آئینہ سے دیکھے۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○ اٰمین

(۲۱ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ بروز ہفتہ پانچ بجے اس عبارت سے فراغت حاصل ہوئی)

فقیر ابو الصالح اویسی غفرلہٗ

مسودہ ایڈیٹر اسے ڈیلی ملتان کتبہ گلشن رقم گجراتی

مصنف رسالہ ہذا کی دیگر تصانیف

- شرح شرح جامی حصہ اول ۵-۰۰ روپے علاوہ
- شرح ایساغوجی اردو ۰-۵۰
- شرح حیوۃ الاضیاء عربی ۰-۷۵
- شرح صرف بہائی (اردو) ۰-۵۰
- ابواب الصرف مع شرح اردو ۱-۵۰
- تنقیح المقال فی رویۃ الہلال ۱-۰۰
- احیاء الموتی بعد السنین یعنی بڑھیا کا بیڑا اور غوث اعظم کی کرامت ۰-۵۰
- جلوس کا ثبوت ۰-۵۰
- علم غیب ۰-۶
- حاضر و ناظر ۰-۲۵
- معجزے ۰-۲۵
- کار آمد مسئلے زیر طبع ۰-۱۳
- ولی اللہ کی پرواز ۰-۲۵
- شرح شرح مائۃ عامل ۲-۰۰
- التذکار السعید فی ذکر خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ ۰-۵۰
- گلہ غیبت کی مذمت زیر طبع ۱-۰۰
- تذکرۃ العلماء زیر ترتیب جلد اول ۵-۰۰
- فیوض الرحمٰن تفسیر سورۂ فاتحہ ۰-۰۰
- سریز الالی فی ذکر خواجہ محکم سیرانی رحمۃ اللہ علیہ ۰-۲۵
- چہل حدیث ۰-۱۲
- شرح مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ - زیر ترتیب و طبع
- الدر العمیق فی ذکر خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ ۰-۲۵ (زیر طبع)
- اویسی نامہ ۰-۱۲
- گاڑی کے مسائل ۰-۱۳

ملنے کا پتہ

مکتبہ اویسیہ رضویہ (ملتان روڈ) بہاولپور

دیگر مطبوعات

	روپے پیسے	
دیوان فریدؒ اردو	۵-۵۰	شرح دیوان فرید از مولانا محمد یار } گڑھی مطلب ۵۰-۱
سلسلہ چشتیہ فریدیہ	۵-۵۰	
نفی النفی		
	۰-۱۳	دیوان احمدی
قصیدہ نور		
	۰-۶	

ملنے کا پتہ

مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور (ملتان روڈ)

تمام کتابوں کے ملنے کے دیگر نیز ہماری پتے درج ذیل ہیں۔

۱ کتبخانہ قادریہ گول چوک مال روڈ قائد آباد ضلع سرگودھا

۲ قیوم بکڈپو۔ ریلوے روڈ بہاولپور

تنبیہ

زباں کی حفاظت کرے گا جو انساں
حق ہے اسی کو کہا جائے انساں
گلہ کوئی بے شک ہے مردار خواری
ذلت خجالت سراسر بیماری
جلیں نیکیاں ملیں بدیاں برائی
برباد جاتی ہے یونہی کمائی
پھولوں کو آتش نہ ہرگز دکھانا
ورنہ پڑے گا جہنم میں جانا
ہے ناراض غیبت سے اللہ تعالیٰ
بیزار بدبو سے ادنےٰ واعلیٰ
شاہِ دو عالم کی امت میں ہو کر
توحید و سنت کے پھولوں کو بو کر
مسلمان ہونے کی بھی لاج رکھنا
اٹھانا کسی کے نہ عیبوں سے ڈھکنا
گلشن زباں کو سنبھل کے چلانا
بھائیوں کا مردار گوشت نہ کھانا

گلشن گجراتی ---------۲۱۰۱۰۶۸

سعید الیکٹرک پریس ملتان